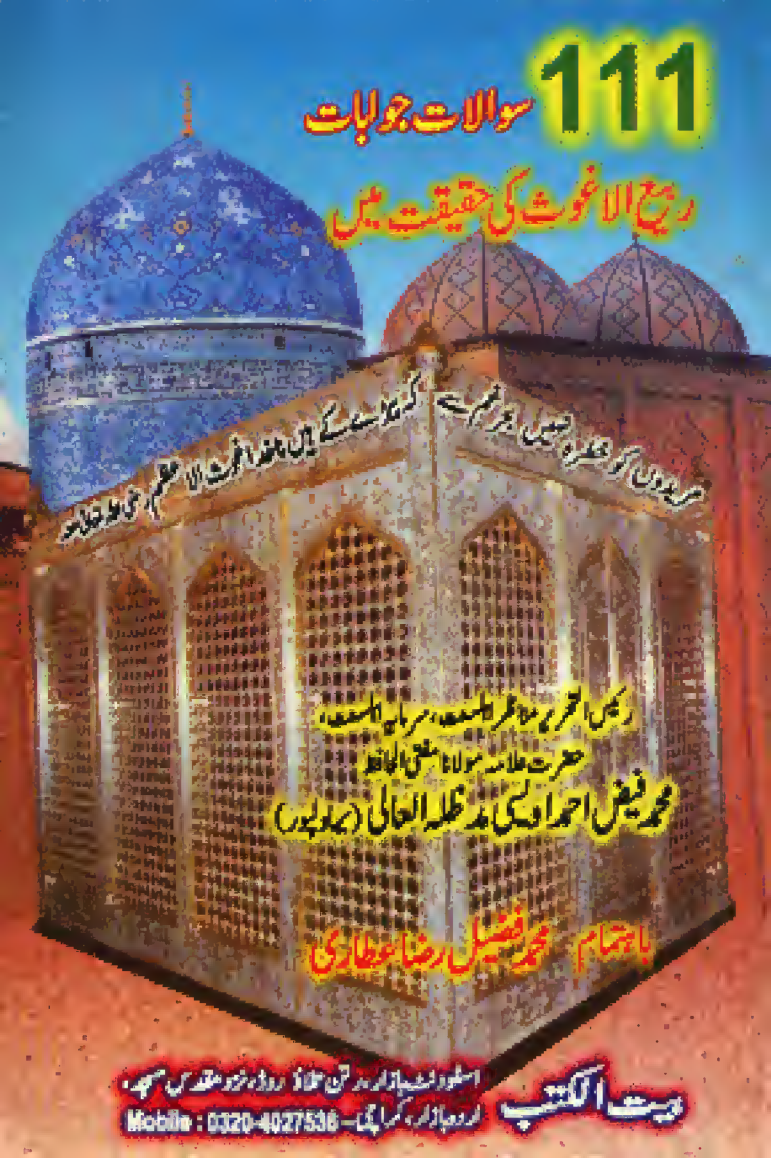

111 سوالات جوابات

ربیع الغوث کی حقیقت میں

رئیس التحریر، مناظر اہلسنت، سرمایہ اہلسنت،
حضرت علامہ مولانا مفتی الحافظ
محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام محمد فضیل رضا عطاری

بیت الکتب
اردو بازار، کراچی
Mobile : 0320-4027536

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم الامین
وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین وعلی اولیاء امۃ الکاملین وعلماء
ملۃ الراسخین لاسیما امام الاولیاء ومقدام الصلحاء غوث العالمین

امابعد! فقیر نے اس سے قبل میلاد شریف کے دو درجن زائد سوالات کے جوابات لکھ کر ان کا نام رکھا خیر المعاد فی مسائل المیلاد اس کی اشاعت کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک سو گیارہ مزید سوالات کراچی بابُ المدینہ سے موصول ہوئے۔ ان سوالات کے مرتب فقیر کے ایک عزیز فاضل علامہ خطیب سیّد محمد عارف شاہ صاحب اویسی ترمذی مدظلہ ہیں اسی لئے تعمیل ضروری سمجھی ورنہ خیال تھا کہ تحریر اوّل جب تک شائع نہ ہو اس کے جوابات لکھنا کسی کام کے نہیں کیونکہ آج کل قدر دانوں کا حال یہ ہے کہ ضخیم کتب اور عظیم رسائل کے لکھنے کا حکم فرمادیتے ہیں لیکن دماغ سوزی کے بعد جواب ملتا ہے کہ اب ہماری کمر ٹوٹ گئی فلہٰذا معذرت خواہ ہیں بہر حال یہ سوالات ۸ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بروز پیر نماز ظہر کے بعد موصول ہوئے فقیر نے بلا تاخیر ان کے جوابات کیلئے قلم اُٹھا کر حضور غوث اعظم سیّدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی کے وسیلہ جلیلہ سے لکھنا شروع کردیا اور ذہن میں اس کی ضخامت دو تین سو صفحات سے کم نظر نہیں آتی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

سوال-1......آپ عبدالقادر جیلانی کو غوثِ اعظم کیوں کہتے ہیں؟

جواب...... یہ لقب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک الہام بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلوت خاص میں ارشادات سے نوازا' وہ الہام رسالہ 'الغوثیہ' کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر ۱۴۱۸ھ میں بغداد شریف باردوم حاضر ہوا تو باب الشیخ کے سامنے ایک کتب فروش سے ایک کتاب خریدی بنام:

الفیوضات الربانیه سیّدنا القطب الکبیر باز الله الاشهب مولانا عبدالقادر الگیلانی

ترجمه و ترتیب السیّد الشیخ نورالدین ابا فهد باسم بن علی بن عبد الملك بن السلطان

محمد بن الامام محی الدین المدرس الحسینی رئیس الطریقه القادریه

اس کے صفحہ۴ سے صفحہ۱۳ تک یہ رسالہ پھیلا ہوا ہے اس کے اوّل میں یہ عبارت مرقوم ہے: هذا الغوثیه وهی بطریق الالهام القلبی والکشف المعنوی رسالہ غوثیہ (عربی زبان) میں ہے۔ وہ مکمل رسالہ اور مزید تحقیق فقیر کے رسالہ 'غوثِ اعظم جیلانی کا لقب ہے' میں پڑھیے۔

سوال-2......غوثِ اعظم تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو غوث اعظم کہنا شرک ہے اور یہ شرکیہ نام ہے کیا غوثِ اعظم کہنے والے مشرک نہیں؟

جواب......واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فریادرس نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار بھی گمراہی ہے غوثِ اعظم اللہ تعالیٰ کا کوئی صفاتی نام نہیں پھر شرک کیسا۔ اس مسئلہ کے سمجھنے سے پہلے یاد رکھئے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کا فریادرس ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور یہ بھی مسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ حضرت انسان کو بنا کر اپنی صفات و کمالات کا مظہر بنایا ان میں خصوصیت سے انبیاء و اولیاء کو منتخب فرمایا۔ اس کا انکار سب سے پہلے ابلیس نے کیا اور اس نے یہ بھی قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ اپنے چیلے انہی انسانوں میں تیار کرے گا اور اس نے دعویٰ سچ کر دکھلایا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات قیاس سے بتانا گمراہی ہے اس کے اسماء صفاتی میں غوث اعظم کوئی نام نہیں۔ اگرچہ وہی سب کا فریادرس ہے اور انبیاء و اولیاء اس کی عطا و دَین سے اور اس کی صفات سے موصوف ہیں۔

☆ شرعی احکام کا دارومدار عرف پر ہے صدیوں سے یہ لقب حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کیلئے مشہور ہے یہی عرف ہے شریعت کی کتابوں میں کہیں اللہ تعالیٰ کیلئے یہ نام نہیں دیکھا گیا ہے فلہٰذا اللہ تعالیٰ کیلئے ایسا نام استعمال کرنا بدعت بلکہ الحاد ہے۔

چند سالوں پہلے وہابیوں دیوبندیوں نے ایک رسالہ شائع کیا اس کا موضوع یہی تھا جو اوپر سوال میں مذکور ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اس کے جواب میں رسالہ مذکور لکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

فرقہ وہابی نجدی دیوبندی نے ایک نئی بدعت وشرارت کا آغاز کیا ہے جس کے تحت محبوبانِ خدا کی عداوت کے سبب محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے اس مسلمہ و متفقہ لقب وخطاب کو آپ سے چھیننے اور آپ کو مجبور و بے اختیار ثابت کرنے کی مہم شروع کی ہے اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ غوثِ اعظم آپ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بجائے 'غوثِ اعظم جل جلالہ' کہنا چاہئے کیونکہ محبوبِ سبحانی کو غوثِ اعظم کہنا شرک کا موجب ہے۔ (العیاذ اللہ)

حالانکہ غوث اعظم بالاتفاق شاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ہے اور آج تک کسی نے اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال نہیں کیا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں غوث اعظم مذکور ہے اور نہ ہی کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا استعمال آیا ہے۔ درحقیقت بدعت فروشوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا استعمال کر کے اور 'غوث اعظم جل جلالہ' لکھ کر ایک نئی بدعت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ از خود اللہ تعالیٰ کے نئے نئے نام گھڑنا شرعاً ناروا ہے۔

☆ اس بدعت کا ارتکاب جس نے کیا اس کا تعارف حاضر ہے لیکن اس جرم میں تمام وہابی دیوبندی شریک ہیں کیونکہ یہ اس کی اس غلط کاروائی کے مؤید ہیں۔

تعارف بدعت مذکور کے مرتکب کا

’غوث اعظم جل جلالہ‘ کتابچہ کا مؤلف حافظ محمد ظہور الحق دیوبندی جھنڈیالی علاقہ پنڈی گھیپ کا ہے اور مولوی غلام خان راولپنڈی کے رسالہ ’تعلیم القرآن‘ میں بھی اس کا اعلان ہوتا رہا ہے اس کتابچہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ غوث اعظم اور اسکے ہم معنی دوسرے الفاظ کا استعمال حضرت موصوف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے اس قدر مختص ہو گیا ہے کہ جب بھی غوث اعظم، غوث پاک جیسے کلمات سنے یا دیکھے جائیں ذہن فوراً حضرت شیخ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

لیکن یہ تسلیم کر لینے کے باوجود اس کا مؤلف لکھتا ہے

مسلماں سمجھتا نہیں ہے کسی کو کبھی بھی خدا کے سوا غوث اعظم

گویا جو مسلمان ہے وہ محبوب سبحانی کو غوث اعظم نہیں سمجھتا اور جو آپ کو غوث اعظم سمجھتا ہے وہ معاذ اللہ مسلمان نہیں ہے۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

نوٹ...... اس فتویٰ کے بعد اب وہ فہرست ملاحظہ ہو جن اولیاء کاملین اور علماء راسخین نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ’غوث اعظم‘ مانا اور کتابوں میں لکھا ہے۔

فہرست

وہ اولیاء و مشائخ اور علماء سلف وخلف حضرت غوث پاک کو ہی غوث اعظم غوث الثقلین کہتے لکھتے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم نہیں لکھا۔

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی 'شارحِ مشکوٰۃ شریف' نے فرمایا، قطب الاقطاب الغوث الاعظم شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین۔ (الاخبار الاخیار، صفحہ ۹)

امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا، تمام اقطاب ونجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز شیخ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں..... مجدد الف ثانی بھی آپ کا نائب اور قائم مقام ہے۔ جیسے کہتے ہیں:

نور القمر مستفار من نور الشمس (مکتوب ۱۲۳، جلد سوم، صفحہ ۲۴۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا، حضرت غوث اعظم نے (مثل قصیدہ غوثیہ) تفاخر وکلمات کبریائیہ کے ساتھ کلام فرمایا اور تسخیر جہاں آپ سے ظاہر ہوئی ہے۔ آپ اپنی قبر میں بھی زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ (ہمعات صفحہ ۶۱، ۸۴) جمعرات کو غوث الثقلین کی فاتحہ دے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۲۵)

ملا علی قاری 'شارح مشکوٰۃ شریف' نے فرمایا، آپ قطب الاقطاب وغوث الاعظم ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ ۹)

علامہ نورالدین علی بن یوسف نے کتاب بہجۃ الاسرار اور علامہ محمد بن یحییٰ نے کتاب 'قلائد الجواہر' میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب 'زبدۃ الآثار' (تلخیص بہجۃ الاسرار) میں غوث الاعظم کی شانِ غوثیت کو خوب خوب بیان کیا ہے۔

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مشہور عالم کلام میں بارگاہ غوثیت میں بزبان پنجابی اسطرح استغاثہ کیا ہے کہ

طالب غوث الاعظم والے شالا کدے نہ ہووان ماندے ھو

سن فریاد پیراں دیا پیرا مری عرض سنیں کن دھر کے ھو

غور فرمائیں کہ کیسے جلیل القدر بزرگانِ دین ومحدثین و اولیاء کرام نے غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب سے محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا ہے جبکہ بطور مثال یہ صرف چند حوالہ جات ہیں اور باقی تمام بزرگان دین وعلماء امت جنہوں نے غوث الاعظم کے نام مبارک کی تصریح کی ہے وہ تو بیشمار ہیں اب جو لوگ ان بزرگان دین کے اتنے بڑے لشکر کے برعکس غوث الاعظم کا انکار کریں اور اسے شرک قرار دیں۔ کنویں کے مینڈک سے زیادہ ان کی کیا حیثیت ہے؟

مکتب فکر دیوبند کے اکابر

کتب اوران کے اکابر کے حوالوں سے بھی غوث الاعظم محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں غوث الاعظم کوشرک قرار دے کر اللہ تعالیٰ کوغوث اعظم جل جلالہ نہیں لکھا گیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب 'تقویۃ الایمان' میں لکھتے ہیں، روحِ مقدس حضرت غوث الثقلین متوجہ حال ایشان گردیدہ حضرت غوث الثقلین (جن وانس کے فریادرس) کی روح مقدس میرے پیر کے حال پر متوجہ ہوئی۔ (صراط مستقیم، صفحہ ۱۷۷)

حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے نگاہِ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریبِ غرق ہونے کے ہے۔ آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کوغرق ہونے سے بچالیا۔ (شمائم امدادیہ، صفحہ ۸۰)

مولوی خلیل احمد دیوبندی اور رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم اور خواجہ بہاؤالدین کومعلوم تھا کہ سید احمد صاحب کی شان بزرگ ہے۔ (براہین قاطعہ، صفحہ ۹۱)

مولوی غلام خاں پنڈوی کے استاذ مولوی حسین علی واں بھچروی کی کتاب 'بلغۃ الحیران' صفحہ ۴ میں بھی آپ کوغوث الاعظم لکھا ہے۔

دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری کا بیان ہے کہ ہم میں سے ہر شخص جمعرات کوذکر جہر سے پہلے گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظم کی روح کواس کا ثواب پہنچاتا ہے یہ ہماری گیارھویں ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ فروری، ۹ جون ۱۹۶۱)

ملاحظہ فرمایئے! مذکورہ حوالہ جات میں آپ کوکس طرح متفقہ طور پر غوث الثقلین وغوث الاعظم تسلیم کیا گیا ہے بلکہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے اکابرین کی تصریح کے مطابق غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز غرق ہونے سے بچالیا۔ آپ کوصدیوں بعد سیّد احمد بریلوی اوراس کے مریدین کے احوال بھی معلوم ہوگئے اور روحانی توجہ بھی فرمائی۔ مولوی احمد علی کے بقول ذکر جہر و ماہانہ گیارھویں کے بجائے ہفت روزہ گیارھویں کا جواز وثبوت بھی ہوگیا۔ (والفضل ما شهدت به الاعداء)

بہرحال چونکہ آپ غوث الاعظم وغوث الثقلین ہیں اسی لئے آپ کو پیر دستگیر بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جنوں انسانوں میں سے جوفریاد کرتا اورآپ کی پناہ چاہتا ہے بفضلہٖ تعالیٰ آپ اس کی فریادرسی ودستگیری فرماتے ہیں۔

دیوبندی مذہب کا ترجمان ہفت روزہ 'دعوت' لاہور ایک معترض کے جواب میں لکھتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کیلئے لفظ 'غوث' کا استعمال حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے مواعظ میں بھی عام ہے۔ اگر آپ کو ان کے اکابر دیوبند پر اعتقاد نہیں تو کم از کم اوپر کے فقہاء احناف کے بارے میں تو آپ ابھی تک اتنے بدگمان نہیں ہوں گے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری جو فقہاء حنفیہ میں نہایت ممتاز بزرگ گزرے ہیں، اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵ پر سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق رقمطراز ہیں:

القطب الربانی والغوث الاعظم الصمدانی سلطان الاولیاء والعارفین

کیا حدیث وفقہ اور علم کلام کے یہ بلند پایہ امام اسلام کے توحید جیسے بنیادی اور نازک مسئلہ میں بھی ابھی تک بے خبر ہیں ۔ (معاذ اللہ)

اگر ان ائمہ اعلام اور فقہائے کرام پر اعتماد اُٹھ جائے تو باقی ہمارے پلے میں رہتا ہی کیا ہے؟ حضرت شیخ احمد رفاعی کی کتاب 'البنیان المشید' کا اُردو ترجمہ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی نگرانی میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے کیا تھا اس میں کئی مقام پر لفظ 'غوث' کا استعمال ملتا ہے۔ (اخبار 'دعوت' لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۲)

دیو بندیوں وهابیوں پر سوال

انہی چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہوئے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ دیوبندی واہل حدیث حضرات کے مذکورہ پیشوا اور اکابر، علماء امت جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریادرس) اور جن وانس کا فریادرس (غوث الثقلین) سمجھا لکھا اور کہا ہے کیا وہ مشرک تھے یا مسلمان ؟ کہ

مسلماں سمجھتا نہیں ہے کسی کو کبھی بھی خدا کے سوا غوث اعظم

کیا ان حضرات کو علم نہیں تھا کہ خدا کے سوا کسی کو غوثِ اعظم نہیں سمجھنا چاہئے اور غوثِ پاک کو غوثِ اعظم کہنا اسلام کے خلاف ہے۔ کیا ان کا علم وتحقیق غلط تھی یا مؤلف کتابچہ کی پارٹی ان سے زیادہ تحقیق وعلم کی حامل ہے؟

اور نہ سہی کیا اکابر علماء اہل حدیث ودیوبند میں سے پہلے بھی کسی نے اللہ تعالیٰ کیلئے غوث اعظم جل جلالہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنے کو منع کیا ہے؟ کیا یہ نئی بدعت صرف موجودہ دیابنہ وہابیہ ہی کی پارٹی کے حصے میں آئی جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے غوث اعظم جل جلالہ کی موجد دیوبندی پارٹی کے اکابر علماء نے صرف شاہِ جیلانی ہی کو غوث اعظم وغوث الثقلین نہیں کہا بلکہ اس سے تجاوز کر کے اپنے مولویوں کے حق میں بھی اسے استعمال کیا ہے۔

☆ دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حق میں لکھتے ہیں ۔

جنید و شبلیٔ ثانی ابو مسعود انصاری   رشید ملت و دیں غوث اعظم قطب ربانی

(مرثیہ، صفحہ۵)

☆ مولوی عاشق الٰہی دیوبندی نے لکھا ہے ۔

قطب العالم قدوۃ العلماء غوث اعظم   مولوی رشید احمد محدث گنگوہی

(تذکرۃ الرشید، صفحہ۲)

☆ مولوی غلام خاں صاحب کے استاد شیخ مولوی حسین علی کی مشہور کتاب 'بلغۃ الحیران' کے صفحہ۴ پر لکھا ہے ۔

قطب الواصلین غوث الکاملین   حضرت حاجی دوست محمد صاحب

☆ بانیٔ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی لکھتا ہے ۔

باں شاہ شہید حاجِ حرمین   شہ عبدالرحیم غوث دارین

(قصائد قاسمی)

☆ قصائد قاسمی میں سلطان عبدالحمید کی جناب میں مولوی ذوالفقار علی کی زبانی مذکور ہے:

اذا انت عون الحق غوث الخلق والرکن الشدید (قصائد قاسمی، صفحہ۱۹)

انتباہ......ان حوالہ جات کو دیکھیں اور غور فرمائیں کہ جو لوگ آج حضرت غوث اعظم شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم کہنا شرک و خلاف اسلام قرار دے رہے ہیں ان کے اکابر کس قدر واضح الفاظ میں اپنے امراء و علماء و مشائخ کو غوث اعظم، غوث کاملین، غوث دارین و غوث الخلق لکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ نام نہاد موحدین اپنے اکابر کو تو کچھ نہیں کہتے مگر شہنشاہِ بغداد کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر انہیں شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

غوث کا شرعی معنی

یہ لوگ محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الثقلین غوث اعظم ماننے سے انکاری ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور دیگر مقبولانِ بارگاہ کو کن فیکون کی شان بھی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 'فتوح الغیب' شریف میں خود نقل فرمایا۔ جس کا ترجمہ کتب خانہ وہابیہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نے بدیں الفاظ شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے آدم کے بیٹے! میں معبود ہوں جس چیز کو کہتا ہوں کن پیدا ہو فیکون پس وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کروں گا کہ تو کسی چیز کو کن کہے گا فیکون پس وہ ہو جائے گی اور تحقیق دیا ہے یہ مرتبہ اللہ نے اپنے بہت پیغمبروں دوستوں اور بنی آدم کے خاصوں کو۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۴،۴۵)

فرمودۂ غوث اعظم

خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غوث کا معنی و مطلب واضح فرمایا کہ غوث وہ ہوتا ہے جس کی تدبیر تقدیر بن جائے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی کس طرح تدبیر تقدیر بنتی تھی اس قسم کے واقعات 'کراماتِ غوث اعظم' میں بیشمار ہیں۔

غوث کے لغوی و شرعی معنی میں مناسبت

یہاں لغوی وشرعی معنیٰ کی مناسبت عرض کردوں۔

غوث کا معنیٰ...... لغت کی کتابوں میں غوث کی معنیٰ ہوتا ہے، فریادرس اور مددگار۔

﴿ قرآن مجید ﴾

☆ فاستغاثه الذی من شیعة (القصص:۱۵)

☆ پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں۔ (ترجمہ مولوی محمود الحسن وہابی صفحہ ۵۰۱)

☆ اس نے موسیٰ سے اس کے دشمنوں کے برخلاف مدد چاہی۔ (ترجمہ مولوی ثناء اللہ غیر مقلد وہابی صفحہ ۴۶۳)

اہل لغت نے بھی اس کے یہی معانی لکھے ہیں۔

فائدہ...... یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ آپ کو غوث اعظم اور غوث الثقلین تو کیا صرف غوث کہنا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ وہ برملا کہتے ہیں کہ غوث اور داتا اور مولیٰ اور سیّد تو صرف اللہ ہی ہے مگر اللہ ربّ العالمین نے قرآن مجید میں یہ تمام القاب اپنے محبوبوں کو عطا فرما کر جاہلوں کا ناطقہ بند کردیا ہے۔ چنانچہ ہماری پیش کردہ مذکورہ آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے استغاثہ کیا گیا لہٰذا آپ نبی ورسول ہوتے ہوئے غوث بھی تھے کیونکہ ہمارا قاعدہ ہے کہ ادنیٰ درجہ اعلیٰ درجہ میں لازماً ہوتا ہے۔

☆ وما اٰتکم الرسول فخذوه یعنی جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء والمرسلین دینے والے یعنی داتا بھی ہیں۔

☆ جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ کو مولیٰ کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ: ان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین

☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سیّد ہونے سے سرفراز کیا گیا۔

کما قال اللہ تعالیٰ: سیداً وحصوراً ونبیا من الصٰلحین

فائدہ...... قرآن مجید سے ثابت ہوگیا کہ غوث، داتا، مولیٰ اور سیّد کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کا بخشا ہے لہٰذا اب ان القاب کو بزرگوں کیلئے استعمال کرنے میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہ رہی۔ ان واضح آیات کے باوجود منکرین کے انکار و اعراض پر ہمیں سخت تعجب ہوتا ہے حالانکہ انہیں کے اکابر نے حضرت غوث اعظم اور غوث الثقلین کہنے اور لکھنے میں ہمارے ساتھ مکمل اتفاق کیا ہے۔ چند حوالے گزر چکے۔

غوث اعظم دیوبندیوں کے گھر میں

علماء دیو بند وہابیہ کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ نے لکھا ہے، حضرت غوث پاک قدس سرہ کلیات صفحہ ۳۷ غوث الاعظم، شمائم امدادیہ صفحہ ۴۳، ارباب معارف سے غوث ہے، یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سیّد کریم ہوتا ہے، آدمی حالت اضطراب میں محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم فہم اور اسرار مکنونہ اس سے چاہتے ہیں اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے، شمائم امدادیہ صہ ۲۳، خود حاجی صاحب کو غوث دوران لکھا گیا ہے۔ کلیات امدادیہ صفحہ ۸۱، تھانوی صاحب نے لکھا ہے۔ حضرت غوث اعظم، امدادیہ المشتاق صفحہ ۷۸۔ ۱۵۸، غوث الکاملین غیاث الطالبین، امدادیہ المشتاق صفحہ ۱۹۹، غوث اعظم، افاضات یومیہ جلد ا، صفحہ ۲۵۶۔ ۴۳۹، غوث پاک، افاضات جلد ا، صفحہ ۲۵۷، غوث اعظم و غوث الثقلین، فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی دیو بندی وہابی صفحہ ۳۳۰، گنگوہی صاحب کو غوث اعظم کہتے ہیں۔ مرثیہ صفحہ ۵، تذکرۃ الرشید جلد ا، صفحہ ۲، غوث صمدانی ارباب طریقت، صفحہ ۴۲، لغیر مقلدین مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیو بندی کی مکمل کتاب بنام 'غوث الاعظم' اور اس میں بار بار غوث اعظم کا لقب آپ کیلئے استعمال کیا گیا ہے، غوث الثقلین، صراط مستقیم صفحہ ۱۰۵، فتاوی دار العلوم دیو بند، جلد ۳، صفحہ ۲۵۹۔ ۳۰۳۔ ۲۰۔ ۲۳، غوث الاعظم، فتاویٰ نذیریہ جلد ا، صفحہ ۱۱۳ لغیر مقلد وہابی۔

فائدہ..... ان حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ اہلسنت کی طرح دیگر فرقوں کے اکابر و اصاغر بھی لقب غوث اعظم اور غوث الثقلین غیر خدا کیلئے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ بالخصوص یہ لقب حضرت پیران پیر دستگیر ابو محمد سیّدنا الشیخ السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کیلئے درجہ شہرت حاصل کر چکا ہے گویا جب بھی یہ لقب سامنے آتا ہے تو فوراً آپ کی طرف خیال چلا جاتا ہے اگر اس لقب کا استعمال اتنا وسعت نہ رکھتا تو ہمارے مخالفین کے اکابر غیر خدا کیلئے کبھی بھی اس کا ارتکاب نہ کرتے۔

نوٹ..... ضخامت سے بچنے کیلئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں وضاحت و تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ 'غوثِ اعظم' جیلانی کا لقب ہے' میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال-3......ہم نے سنا ہے وہ شیخ عبدالقادر جیلانی تھے آپ شیخ بھی کہتے ہیں پھر سیّد کیوں کہتے ہیں؟

جواب...... دراصل یہ یہودیوں کے اور شیعوں کے گندے عقیدے کا شوشہ ہے جسے وہابی دیوبندی شرم کے مارے کھل کر نہیں کہنا چاہتے ورنہ یہ سوال دراصل انہی یہودیوں اور شیعوں کے عقیدے کا ترجمان ہے۔ اسکی تفصیل آتی ہے۔ (ان شاءاللہ)

قبل اس کے کہ فقیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت پر کچھ عرض کرے فقیر ناظرین کو یہ گذارش گزار ہے کہ جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیّد ہونے میں کسی کو شک وشبہ نہیں تو پھر اس سوال کا کیا فائدہ کہ شیخ بھی ہیں تو سیّد کیوں کہتے ہیں بھلا اس میں کون سی قباحت ہے کہ حضور غوث اعظم شیخ بھی ہیں تو سیّد بھی ہوں تو کیا حرج ہے ایک شخص قرآن کا حافظ بھی ہو اور عالم بھی اس کے علاوہ بھی اس میں کئی صفات ہوسکتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس سوال سے کوئی کھوٹ ہے اور وہ وہی ہے جو فقیر نے اوپر عرض کردیا ہے۔ اب حوالہ ملاحظہ ہو:۔

یہودیوں اور شیعوں کا مشترکہ عقیدہ

حضور غوث صمدانی سیّدنا محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہودی اور شیعہ ایرانی نسل کہتے ہیں (معاذاللہ) یہ لوگ آپ کو سیّد نہیں مانتے۔ انگریز کے سوال کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے پڑھے اور شیعہ کی عبارات اور اس کے جوابات آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یہ غلط خیال ہے کہ آپ ایرانی النسل تھے اس دعویٰ کیلئے کوئی سند پیش نہیں کی جاسکتی ہے اگر آپ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ کے معاصرین خصوصاً وہ علماء جو آپ کے سامنے زانوے ادب تہہ کرتے تھے مثلاً مفتی عراق ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکری البغدادی اپنی کتاب 'انوار الناظر' میں جو حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی کی سیرت سے متعلق ہے، اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔ ایرانی حبشی، زنجی (نیگرو) یا ترک کی نسبت کو اس زمانے میں مسلمان پست تصور کرتے تھے اور نہ قرون وسطیٰ کے کسی دور میں کیونکہ 'نیچ ذات' خالص ہندوانہ تصور حیات ہے۔ مفروضات کی دنیا وسیع ہے بلکہ بعض اوقات گھناؤنی بھی نظر آتی ہے۔ اور شیعہ کا خیال ہے کہ شیخ سیّد نہ تھے۔ ملاحظہ ہو 'کلید مناظرہ صفحہ نمبر ۴۱۴'۔

جواب...... یہ صرف شیعوں کی متعصّبانہ چال ہے وہ صرف اس لئے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعہ عقائد کی بھرپور تردید فرمائی ہے ان کا قاعدہ ہے کہ جو انکے نظریات کا مخالف ہوا سے سب وشتم اور الزام تراشی و بہتان بازی سے نوازتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ائمہ زادوں کو معاف نہیں کیا مثلاً حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی حضرت امام حسین کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ عالم متقی اور پرہیزگار تھے۔ مروانیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں اور ایسے ہی ابراہیم بن موسیٰ کاظم اور حضرت جعفر بن علی یعنی حضرت امام حسن عسکری کے بھائی کو بھی کذاب کہا۔ پھر حسن بن مثنیٰ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ محض اور ان کے بیٹے حضرت محمد ملقب بہ نفس زکیہ کو کافر و مرتد لکھتے ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن محمد باقر اور عبداللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم بن حسن اور یحییٰ بن عمر جو کہ حضرت زید بن امام زین العابدین کے پوتوں میں سے ہیں ان سب کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ تمام سادات حسینیہ و حسنیہ جو حضرت زید بن علی امام زین العابدین کی امامت اور بزرگی کے قائل ہیں سب کو گمراہ جانتے ہیں۔ تفصیل اور حوالہ جات فقیر کی کتاب ''آئینہ شیعہ مذہب'' میں ملاحظہ ہو۔

بنابریں اگر وہ غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور بت پرستوں اور یہودیوں کا چودھری لکھیں تو مجبور ہیں ورنہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب مبارک کو تاریخ نے سورج سے زیادہ واضح کیا ہے۔

دلائل از کتب شیعہ

☆ شیخ احمد بن محمود اکبرآبادی نے 'تذکرۃ السادات' میں لکھا ہے کہ سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر جیلانی موسی جون بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتھی می شود۔

کتاب مذکورہ کی عبارت مسطور بالا لکھ کر منکرین کو یعنی شیعوں کو یوں سمجھاتے ہیں کہ ہر کہ طعن بر ایشان دارد از روئے عقائد دارد نہ از روئے نسب واگر طعن از روئے نسب باشد لا حاصل است چرا کہ در تواریخ نسابان ماضیہ سیادت ایشان ثابت است۔

یعنی جو کوئی مذہب شیعہ میں ان پر طعن کرتا ہے تو بوجہ ان کے مذہب (سنی) کے ورنہ آپ کے نسب پر کسی کو طعن کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں اگر کوئی کرے بھی تو بے وقوفی ہے اس لئے کہ سابق دور میں جتنا نسب بیان کرنے والے محققین ہیں سب کے نزدیک آپ کی سیادت مسلم ہے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ سید قطب الدین حسنی حسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین است۔

☆ مرتضیٰ شیعی نے 'بحر الانساب' میں لکھا ہے کہ سید عبد القادر جیلانی منسوب است بعبد اللہ بن یحییٰ بن محمد بن داؤد الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی الخ یاد رہے کہ حضرت موسیٰ حسن مثنیٰ کے پڑوتے ہیں۔

☆ روضۃ الشہداء میں بھی اس طرح لکھا ہے کہ قطب الاقطاب سیدی محی الدین عبدالقادر قدس سرہ منسوب است بعبد اللہ بن یحییٰ۔

اہلسنّت کی کتب سے دلیل

ان کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ چند ایک مشاہیر کے اسماء درج ذیل ہیں۔

عارف جامی نفحات الانس میں، ملا علی قاری نے نزہۃ الخاطر میں، علامہ علاؤ الدین نے تحفۃ الابرار میں، علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں، سلالۃ الافاضل علامہ سید محمد مکی نے سیف ربانی میں، علامہ شیخ سراج الدین شافعی نے درر الجوہر علامہ سیّد مومن نے نور الابصار وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) فی غیرھا لا یعلم عددھم الا اللّٰہ ورسولہ الاعلی ﷺ

فقیر صرف علامہ شہیر فہامہ بے نظیر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے۔

الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی سید شریف الطرفین صحیح النسبین من الابوین الامام الاحسنین الحسن والحسین بحسب الا بتداء الذی علیه الانتهاء متواتر صحیح ثابت ظاهر کظهور الشمس فی اربعته النهار لا یقبل الجمجمة والنزاع کما علیه الاجماع رغما للمبتدعة الرفضة اهل الزیغ والنفاق والشقاء حفظنا اللّٰه والمسلمین من کین الحاسدین الضالین یحسدون الناس علی ما اتاهم اللّٰه من فضله وهو ارحمه الراحمین فلا حاجته الاقامة الدلیل علی هٰذا النسب الشریف الواضح البرهان المشهور لکل مکان کما قال الشاعر۔

فلا یصح فی الاذهان شیٔ اذا احتاج النهار الی دلیل (نزہۃ الخاطر)

اسی طرح حجة البیضاء میں لکھا ہے کہ

الشیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر الحسنی والحسینی الجیلانی رحمة اللّٰه علیه نسبه الشریف من جانب الام الی الامام الهمام سیدنا الامام حسین ثبتت بروانه المعتدات من المعتبرات الثقات العلماء المحدثین والمورخین والفقهاء الکاملین العالمین رحمهم اللّٰه تعالیٰ

ف...... ہم نے اختصار کے پیش نظر ان دو عبارتوں اور چند کتابوں کے اسماء پر اکتفا کیا ہے ورنہ سینکڑوں سے تعداد آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ چونکہ وہ طویل لاطائل اور امر لا حاصل ہے اسی لئے ترک کر دیا۔ منصف مزاج کیلئے اتنا کافی اور ضدی ہٹ دھرم کیلئے دفاتر بھی ناکافی۔

نوٹ...... اس سوال کے جواب کی تفصیل میں فقیر کے دو رسالے مطبوعہ ہیں 'نسب غوث الوریٰ' اور 'کیا غوث اعظم سیّد نہیں'۔

سوال-4......وہ ایک عالم دین تھے زیادہ سے زیادہ ولی تھے پھر آپ ان کو کیوں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں؟

جواب...... یہ اس طرح کا سوال ہے جو ان دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں اور رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا کہ نبی علیہ السلام ہمارے جیسے بشر تو ہیں ہی صرف انہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت دی ہے اسی لئے وہ نبوت کی وجہ سے بڑے ہیں اسی وجہ سے دہلوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی اور گاؤں کا چودھری لکھا اور یہ لوگ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے پرلے درجے کے کنجوس ہیں۔ جب یہ لوگ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات میں بخیل واقع ہوئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ایسے سوال کردیں تو اپنی عادت سے مجبور ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ شانیں عطا فرمائے کمالات سے نوازے تو کوئی ان کا انکار کرے تو چمگادڑ کے سورج کے کمال سے انکار پر سورج کے کمال میں فرق نہیں پڑتا تو حضور غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شانوں کے منکر سے بھی ان کے کمال میں فرق نہیں آئے گا۔

کمالاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شواھد

عالم اسلام میں کوئی ولی اور کوئی عالم دین ایسا نہیں جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے کمالات کا قائل نہ ہو یہاں تک کہ ابن تیمیہ بھی۔ فقیر نے ان تمام حضرات کے کلمات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہاں چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

﴿۱﴾ امام محمد بن سعید بن احمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(تفریح الخاطر، روضۃ النواظر ونزہۃ الخاطر)

شهدت برتبته جميع مشائخ　　　في عصره كانوا بغير تناكر

یعنی تمام مشائخ نے حضور (غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بلند مرتبہ کی شہادت دی ہے اس میں کسی کو انکار نہیں۔

امام الذين تقدموا قد بشروا　　　بقدومه الميمون اكرم طائر

كالعالم البصري هو الحسن الذى　　　عمر طريق السالكين لسائر

من عصره السامي الى عصر الشريف　　　القطب محي الدين عبد القادر

تمام اولیاء اللہ اور بڑے بڑے صاحبِ طریقت مشائخ جیسے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں سب نے حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ عالیہ سے لے کر سیّدنا قطب الاقطاب حضرت میراں محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے زمانہ اقدس تک آپ کے قدوم میمنت لزوم (بابرکت تشریف آوری) کی خوشخبری دی ہے۔

ما من رئيس كان صدر زمانه　　　الا وبشرهم باكرم طائر

اپنے وقت کے ہر رئیس الاولیاء (قطب) نے اس مبارک ہستی کی تشریف آوری کی خوشخبری لوگوں کو دی۔

والكل كانوا قبله حجابه　　　فتقدموه وكانوا كل عساكر

جملہ (اقطاب واولیاء) جو آپ سے پہلے آئے وہ سب کے سب آپ کے دربان تھے اور (شہنشاہ کی آمد کی خبر دینے کیلئے) لشکریوں کی طرح آپ سے پہلے آئے۔

واتی کسلطان تقدم جیشه شمسا تغیب کل نجم زاهر

آپ ایک بادشاہ کی طرح تشریف فرما ہوئے جس کے آگے آگے اس کا لشکر چلا

(یعنی اولیاء اللہ جو حضور کے عسکری ہیں وہ آپ سے پہلے آئے اور لوگوں کو خوشخبری دی کہ بادشاہ سلامت تشریف لا رہے ہیں)

جس طرح سورج کے سامنے سب روشن ستارے غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح جب آپ کا آفتابِ ولایت بلند ہوا

تو آسمانِ ولایت کے سارے روشن ستارے مدہم پڑ گئے۔

ھو صاحب القدم الذی خضعت رقاب الاولیاء له بغیر تشاجر

آپ وہ صاحبِ قدم ہیں کہ جن کے پائے مبارک کے آگے تمام اولیاء اللہ کی گردنیں بلا انکار جھک گئیں۔

اذ قال ماموراً علی کرسیه قدمی علی رقبات کل اکابر

فحنت جمیع الاولیاء رءوسهم اجلا له بادیهم والحاضر

جب آپ نے بحکم الٰہی کرسی پر بیٹھ کر فرمایا، میرا قدم جملہ اکابر اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے

تو آپ کے جلال کے سامنے تمام اولیاء اللہ حاضر و غائب نے اپنے سر جھکا دیئے۔

لم یمتنع احد سوی رجل سها عن حاله من اصفهان مکابر

قد کان بین الاولیاء معظما بالعلم والحال الشریف الفاخر

لکنه غلبت علیه شقاوة سبقت کابلیس اللعین الکافر

اصفہان کے ایک متکبر شخص کے سوا کسی نے انکار نہ کیا جو آپ کے حال سے بے خبر تھا۔ اولیاء اللہ میں علم اور عمدہ حال کے باعث اس کی بڑی تعظیم و توقیر تھی۔ لیکن اس پر شقاوت (بدبختی) غالب آ گئی (اور آپ کے قدم مبارک کے آگے اپنی گردن نہ جھکائی) جس طرح شیطان ملعون کو ملائکہ میں عزت حاصل تھی لیکن بدبختی اس کے شامل حال ہوئی سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ابلیس نے اس نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں جلوہ گر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار بنا۔

فائدہ...... مندرجہ بالا اشعار میں اصفہان کے جس بزرگ کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام شیخ صنعان ہے جن کا تفصیلی واقعہ آتا ہے۔

شیخ صنعان ہے انہوں نے سیّدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانِ مبارک...... کا انکار کیا تھا بعد میں تائب ہوئے۔ حضور سلطان الاولیاء قدس سرہ نے ان کو معاف کر دیا اور سلب شدہ حالات و درجات واپس مرحمت فرما دیئے۔

قدمی ھذاہ علیٰ رقبة کل ولی اللّٰہ

﴿ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے ﴾

﴿۲﴾ حضرت شیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(مصنف بہجۃ الاسرار)

عبدله فرق المعالی رتبة ‏ ‏ وله المماجد والفخار الافخر

(وہ اللہ کے ایسے برگزیدہ) بندے ہیں کہ ان کا مرتبہ عالی سے عالی ہے اور ان کے لئے شرافتیں اور بڑے فخر ہیں۔

وله الحقائق والطرائق فی الهدی ‏ ‏ وله المعارف کالکواکب تزهر

حقیقت اور طریقت کے آپ رہنما ہیں اور آپ کے معارف (اللہ کی معرفت علوم) ستاروں کی طرح روشن ہیں۔

وله الفضائل ولمکارم والندی ‏ ‏ وله المناقب فی المحافل تنشر

آپ کے فضائل، بزرگیوں، جود وسخا اور مناقب کا ذکر محفلوں میں کیا جاتا ہے۔

وله التقدم والتعالی فی العلی ‏ ‏ وله المراتب فی النهاية تکثر

بلندی میں آپ کو سبقت اور بڑائی حاصل ہے اور تمام انتہا میں آپ کے مراتب ومناصب بکثرت ہیں۔

غوث الوری غیث الندیٰ نور الهدیٰ ‏ ‏ بدر الدجی شمس الضحیٰ بل انور

وہ لوگوں کے فریادرس اور ان کے حق میں سخاوت کی بارش اور ہدایت کے نور ہیں

وہ بدرالدجی (تاریکی کو دور کرنے والے ماہِ منیر) شمس الضحیٰ (روشن دن کے سورج) ہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ روشن ہیں۔

قطع العلوم مع العقول فاصبحت ‏ ‏ اطوارها من دونه تتحیر

آپ نے جملہ علوم نہایت عقل ودانش کے ساتھ طے کئے جن کے مسائل کو بدوں آپ کے حل کئے حیرت میں ڈالتے ہیں۔

ما فی علاه مقالة لمخالف ‏ ‏ فمسائل الاجماع فیه تسطر

آپ کے مقام ومرتبہ میں کسی مخالف کو چون وچرا نہیں کیونکہ بالاتفاق رائے سب نے آپ کے مراتب کو تسلیم کیا ہے

(نہ صرف موافق اور معتقد ہی بدل وجاں حضور کے علو مراتب کے قائل ہیں

بلکہ مخالفین اور منافقین بھی متفقہ طور پر آپ کی بلندیٔ شان کو تسلیم کرتے ہیں)

﴿۳﴾ حضرت شیخ ابو القاسم عمر بزاز بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ماخوذ از بہجۃ الاسرار، صفحہ ۱۰۴)

الحمدللہ انی فی جوار منتی حامی الحقیقۃ نفاع وضرار

اللہ تعالیٰ کیلئے حمد ہے کہ میں ایسے جوان کی حمایت میں ہوں جو حقیقت کے حامی ہیں، نفع اور ضرر دینے والے ہیں۔

لا یرفع الطرف الاعند مکرمۃ من الحیاء ولا یغضی علیٰ عار

سوائے سخاوت کے آنکھ اوپر نہیں اٹھاتے حیا کے باعث اور عار پر چشم پوشی نہیں کرتے۔

نوٹ..... عربی میں بے شمار قصائد بزرگانِ دین نے حضور کی شانِ مبارک میں لکھے ہیں جن کا اندراج اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے۔

﴿٤﴾ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

گنج الاسرار میں فرمایا﴾

شاہ میراں ہست ثانی شہ امیر شہسوارِ معرفت روشن ضمیر

حضرت شاہ میراں ثانی شاہ امیر ہیں، میدانِ معرفت کے شہسوار اور روشن ضمیر ہیں۔

ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم چوں نہ باشد سید راہ سلیم

جن کے جدِامجد مقامِ معرفت کے مالک ہوں وہ راہِ سلیم کے سردار کیوں نہ مانے جائیں۔

اصلِ جیلانی زباطنِ مصطفیٰ ﷺ این مراتبِ قادری قدرتِ الٰہ

سرکار جیلانی قدس سرہ النورانی کے مراتب کی اصل سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باطن پاک سے یہ قادری مراتب اللہ تعالیٰ کی قدرت ہیں۔

شو مرید از جانِ باہو بالیقین خاکپائے شاہِ میراں راس دین

اے باہو دین کے سردار حضرت میراں محی الدین کا دل وجان سے مرید صادق رہو۔

سوال-5......تم حنفی ہو تم کو ایک حنبلی بزرگ کی عقیدت کیوں ہے؟

جواب......اس سوال کے جواب میں فقیر کا ایک رسالہ مطبوعہ ہے "کیا غوث اعظم وہابی تھے"۔

یہ سوال دراصل وہابیوں کی طرف سے ہوا چونکہ دیوبندی ان کے چھوٹے بھائی ہیں اسلئے اپنے بھائیوں کی حمایت میں یہ سوال کر دیا ورنہ ان کا حق نہ تھا ایسا سوال کرنا کیونکہ یہ خود کو حنفی کہلاتے ہیں۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقل مجتہد تھے لیکن چونکہ آپ کے دور میں تقلید کے وجوب پر اجماعِ امت ہو چکا تھا اسی لئے آپ نے عمداً تقلید پر عمل فرمایا تاکہ آنے والی نسلیں غیر مقلدیت کا شکار نہ ہوں اور امام احمد بن حنبل کی تقلید آپ نے ان کی التجا پر اختیار فرمائی جس کی تفصیل فقیر نے "ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین" میں کر دی ہے چونکہ ہر ولیٔ کامل کسی نہ کسی امام کا مقلد ہے اور یہ امور شرعیہ سے متعلق ہے اسی لئے ہم امور شرعیہ میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور امور سلوک و معرفت میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار۔ اسی لئے سرے سے یہ سوال ہی غلط ہے۔

سوال-6......اللہ پاک ہے لیکن غوث پاک کہنے سے اللہ کی برابری ہو جاتی ہے۔کیا یہ شرک نہیں؟

جواب...... یہ سوال جاہلانہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس میں کیا شک ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بہت سی چیزوں کو پاک بتایا ہے۔قرآن پاک، کعبہ پاک، حدیث پاک، کھانے پینے کی ہر شے پاک، کپڑے پاک، انبیاء علیہم السلام پاک اور اولیاء پاک اس میں کون سی برابری ہے۔اسلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفات ہیں لیکن ان لوگوں کو چونکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا بغض ہے اسی لئے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں یہاں ایک لطیفہ کہانی پڑھ لیجئے اس سوال کے مطابق ہے۔

لطیفہ...... ہمارے ایک دوست تقریر کرتے ہوئے کہہ بیٹھے۔مدینہ پاک، غوث پاک، رسول پاک وغیرہ وغیرہ تو جلسے میں ایک وہابی دیوبندی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مولانا صاحب آپ نے مدینہ، غوث، رسول کے لفظ کیساتھ لفظ پاک کہہ کر بہت بڑا شرک کیا اس لئے کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور تم نے غیروں کو پاک کہہ دیا۔ہمارے مولانا نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے پاک صرف اپنی ذات کو کہا ہے مثلاً: سبحان الذی اسریٰ بعبده، سبحان الذی سخرلنا هذا، سبحانك اللهم، سبحان الله عما يصفون، سبحان ربك رب العزة، سبحان الله حين تمسون وحين تصبحون وغیرہ وغیرہ۔اس طرح بیسیوں آیات پڑھ ڈالیں۔ہمارے عوام ہکے بکے ہو گئے کہ واقعی وہابی دیوبندی قرآن کی درجنوں آیات پڑھ رہا ہے اسی لئے واقعی مدینہ، بغداد، غوث، رسول وغیرہ وغیرہ کو پاک کہنا شرک ہوگا ہمارے مولانا نے فرمایا، 'وہابی جی' پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک ہے تو بتایئے تم نے کھانا کھایا وہ پلید یا پاک؟ وہابی نے کہا پاک، پھر پوچھا پانی؟ اس نے کہا پاک، پھر پوچھا تمہارا کپڑا؟ کہا پاک، پھر پوچھا تمہارے نماز پڑھنے کا مصلیٰ؟ کہا پاک، اسی طرح بیسیوں مثالیں گنوائیں تمام وہابی کہتا گیا پاک، پھر پوچھا تیری عورت کی شلوار کہا پاک۔اب ہمارے عوام کی آنکھ کھلی کہ یہ لوگ اسی طرح سے دھوکہ دے کر قرآنی آیات پڑھ کر غلط مطالب بیان کرتے ہیں۔چنانچہ اس پر وہابی کو اپنے جلسہ سے بھگا دیا۔

دوستو! اس طرح دیوبندیوں وہابیوں کے دوسرے مضامین کا حال ہے۔

سوال-7......تم کہتے ہو وہ ماں کے پیٹ سے پندرہ سیپارے حفظ کر کے پیدا ہوئے۔ یہ کیسے ہو گیا؟

جواب......دراصل اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مظہر ہوتے ہیں بچپن میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات مسلم ہیں لیکن غیر مسلم نہیں مانتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو قرآن مجید میں منصوص ہے۔

(ترجمہ) پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کیا یہ چیز طوفان کی اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور لایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ میں اُٹھوں گا۔ (پ۱۶۔مریم:۲۷تا۳۳)

اور فتاویٰ حدیثیہ میں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور التکشف میں مولوی اشرف علی تھانوی نے قاعدہ لکھا ہے کہ وہ معجزہ جو انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوتا ہے اس طرح کرامت اولیاء کرام سے صادر ہوتی ہے۔ اس سے سمجھ لیجئے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ایک کرامت ہے تو جیسے معجزہ کا منکر کافر ہے کرامت کا منکر بھی منکر ہے۔ من حیث الکرامۃ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ شرعاً صحیح ہے ہاں کسی کو ایسی نقل اور حوالہ کا انکار ہو تو وہ ایک علیحدہ بحث ہے۔

سوال-8...... آپ ان کو قادری کیوں کہتے ہو؟ جبکہ نہ تابعین رضی اللہ عنہم قادری تھے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، نہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔لہٰذا قادری کہلانا سنت کے خلاف ہے؟

جواب...... یہ سوال بھی جاہلانہ ہے اس لئے کہ قادری چشتی نقشبندی سہروردی اویسی عرف پرمبنی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم سب کو مسلمان کہا ہے کما قال هو سماكم المسلمين اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اب تعارف کراتے ہوئے ہم مختلف اسماء سے معروف ہیں اور یہ طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے بتایا۔کما قال يا يها الناس انا خلقنكم من ذكر وانثىٰ وجعلنكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ط ان اكرمكم عند الله اتقٰكم ط ان الله عليم خبير (پ۲۶،حجرات)
اے آدمیو ہم نے تم کو بنایا ایک مرد سے اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تا کہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔

بتایئے! ہم سب آدمی تو ہیں لیکن تعارف کیلئے برادریوں سے موسوم ہونا پڑے گا یونہی ہم سب مسلمان ہیں لیکن اللہ والوں کی نسبت سے متعارف ہونا پڑیگا کیونکہ کل قیامت میں ہر مسلمان اپنے پیشوا و مقتداء کے ساتھ بلایا جائیگا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يوم ندعوا كل اناس بامامهم (پ۱۵۔بنی اسرائیل) جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ۔
(ترجمہ۔محمود الحسن دیوبندی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان خود اونچے تھے اور انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اونچے ہو کر کسی نیچے والوں سے منسوب ہوں یہ جاہلانہ اعتراض ہے!

سوال-9...... گیارھویں والے پیر آپ کیوں کہتے ہیں؟

جواب...... اسکی تفصیلی گفتگو تو فقیر اویسی غفرلہٗ نے رسالہ ' التحقیق الاُتم فی عرس غوث اعظم عرف گیارھویں کے دلائل' میں لکھ دی ہے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال-10...... وظائف کی کتابوں میں ان کے ۹۹ ناموں کا وظیفہ درج ہے۔ یہ تو سراسر شرک ہے انہوں نے خود بھی کبھی اپنے اتنے نام نہیں بتائے۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

جواب...... ننانوے اسماء اللہ تعالیٰ کے حق ہیں احادیثِ مبارکہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے اسماء مشہور ہیں اس میں تمام محدثین نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسماء کا مظہر بنایا ہے اسی لئے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں برکات ہیں وہی اسمائے نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس کا انکار اسے ہے جو کمالاتِ نبوت کا منکر ہے ورنہ مسلمان کو اس کا انکار نہیں ہو سکتا ہے۔

یونہی ولایت نبوت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کے اسماء میں بھی برکتیں رکھی ہیں۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بڑی اونچی شان کے مالک ہیں اصحاب کہف کے اسماء میں بھی بڑی برکات منقول ہیں۔ چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں لکھا ہے کہ ان ناموں میں تاثیر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، مال پر رکھ دیئے جاویں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی میں لگا دیئے جائیں تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے، کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈال دیں تو آگ بجھ جاتی ہے، بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے ان کا تعویذ بنا کر بازو پر باندھا جائے تو قیدی آزاد ہو جاوے، بے عقل عقلمند ہو جاوے۔

اسماء اصحاب کہف

یملیخا - مکسلمینا - مرطونس - بلیتونس - سارینونس - ذونوانس

کشفیطط - طنونس - کتے کا نام **قطمیر** ہے۔ (خازن وحاشیہ جلالین)

سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء مبارکہ کی فقیر نے شرح لکھی ہے۔ تفصیل ومزید تحقیق اس میں پڑھیے۔

سوال-11......یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر آپ ان کو مدد کیلئے پکارتے ہیں۔ کیا وہ مدد کر سکتے ہیں؟

جواب......قبل اس کے کہ ہم اس پر جواز کے دلائل پیش کریں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لفظی معنی عرض کر دینے مناسب سمجھتے ہیں تا کہ باعتبار معنی کسی کو دھوکہ دہی کا موقعہ نہ ملے۔

یا شیخ: اے محترم بزرگ۔ سیّد: سردار۔ عبدالقادر: خدا کے بندے۔ شیئاً: کچھ عنایت کیجئے۔ للہ: خدا کیلئے یعنی فی سبیل اللہ ہمیں کچھ عطا فرمایئے یا اکراماً اللہ ہمیں کچھ دیجئے۔

محاورہ عامہ میں بولتے ہیں اس غریب کو کچھ اللہ کے واسطے دو۔ اس مظلوم کی للہ مدد کرو۔ یہ چیز اللہ کے واسطے میں دیتا ہوں۔ یہ زمین میں للہ وقف کرتا ہوں۔ یہ روپیہ للہ دیتا ہوں۔ تم للہ مجھ پر احسان کرو۔ اس نے اللہ کیلئے معاف کیا۔ میں نے خدا کیلئے چھوڑا وغیرہ وغیرہ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ محاورہ اُردو میں ہے اور وظیفہ کے الفاظ عربی میں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو لفظ اُردو میں جائز ہو وہ عربی میں بولنا ناجائز قرار پائے اور شیئاً نکرہ ہے الاشیاء نہیں جو تصرف کلی یا ذاتی کا احتمال پیدا کرے بلکہ لفظ للہ ہی سے واضح ہے کہ وظیفہ پڑھنے والا خدا کے نام کو اپنی مشکل حل کرنے کا وسیلہ جان رہا ہے اس لئے کہ منادیٰ کے حضور توسل ذاتِ الٰہی کا پیش کر رہا ہے اور قطع نظر اس کے کہ لفظ للہ کا استعمال قرآن وحدیث میں بہت سی جگہ آیا ہے۔

فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ الخ

وقومو للہ قانتین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ الغلمین

حدیث میں ہے: من اعطی للہ لا یسال بوجہ اللہ الا الجنۃ ومن سئال با للہ فاعطوہ

آیات وحدیث مذکورہ میں جو معنی آتے ہیں وہی شیئاً للہ کے معنی بنتے ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں تو جائز اور اس وظیفہ میں ناجائز ہونے کی کون سی وجہ ہے پھر یہ وظیفہ پڑھنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو توحید ونبوت ورسالت کا قائل اور صحف سماویہ کا عامل اور صوم وصلوٰۃ پر قائل ہوتا ہے۔ قطع نظر اس کے شیئاً للہ کے وظیفہ کو لاکھوں صوفیائے کرام قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اولیاء عرب وعجم نے پڑھا ہے اور پڑھتے ہیں نفع وضرر غیر اللہ کی طرف منسوب ہونا مجاز ہے مثلاً قرآن پاک میں ربّ العزت جل جلالہ نے بحکمِ الٰہی ہاروت وماروت کو ضار فرمایا۔ وما ہم بضارین الا باذن اللہ یعنی وہ ایذا نہیں دیتے مگر خدا کے حکم سے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان اور ان کے بھائی کا مالک فرمایا لا املك الا نفسی واخی حضور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ خدا کی مرضی وعطا کے سوا میں اپنی جان کو بھی نفع وضرر پہنچانے کا مالک نہیں یعنی اس کی مشیت وعطا سے تمام کائنات پر متصرف ہوں مگر بلا مشیتِ الٰہی جان پر بھی قبضہ نہیں رکھتا قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا الا ماشاء اللہ بنا بریں ثابت ہوا

کہ نافع وضار حقیقی تو خدا عزوجل وعلا ہی ہے مگر بعطاء الٰہی انبیاء واولیاء بھی نافع وضار ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ پر یہ رباعی پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما　　آفریں بر ہمت بازوئے تو

حضرت قیوم زمان امام محمد معصوم قدس سرہ نقشبندی سرہندی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے مکتوبات ۱۲۶ میں شیئاً للہ کی اجازت فرماتے ہیں کہ تکملہ مقامات مظہریہ میں شیئاً للہ کا جواز مذکور ہے۔ حضرت شیخ سیّد شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ عوارف میں فرماتے ہیں وقد كان الصالحون يسئلون الناس عند الفاقة ونقل عن ابي سعيد الخرازقة كان يمديده عند الفاقه ويقول شيئاً لله یعنی صالحین کی عادت تھی کہ بھوک کے وقت ہاتھ لمبے کر کے شیئاً للہ کہا کرتے تھے اولیاء کاملین اپنے مریدین سے کہا کرتے تھے:

گر جملہ جہاں قصد وجود تو کند　　دل فارغ واروازآں ماباش متس

جو ہمارے حلقہ ارادات میں آگیا اس کو کچھ فکر نہیں اگر تمام عالم کی آفتیں تیری دشمن ہو جائیں تو نہ ڈر اور ہمارے ساتھ تعلق رکھ۔

قطع نظر اسکے 'یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ' کہنے میں مخالفت شرعی کی چونکہ کوئی اصل نظر نہیں آتی تو کسی شے کے جواز وعدم جواز پر جب کوئی حکم نہ ہو تو وہ اصول میں مسکوت عنہ کہلاتا ہے اور مسکوت عنہ کے جواز میں آیہ کریمہ عفا الله عنها صاف طور پر دلیل ہے علاوہ بریں اس وظیفہ کا پڑھنے والا اپنے منادیٰ یعنی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ خدا سمجھتا ہے نہ خدا کا بیٹا نہ اس کے تصرف میں شریک نہ مانع نہ مختار نہ ذاتی نہ متصرف کلی نہ جزئی بلکہ کہتا ہی عبدالقادر ہے یعنی قادر مطلق کا بندہ اور سوال بھی بواسطہ اللہ کرتا ہے اور اس ندا کو ان تک پہنچنا بھی اگر مانتا ہے تو باذن اللہ اور ان کی امداد بھی اس طرح مانتا ہے کہ اس امداد کی توفیق ربّ جل علا تبارک تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک دوستدار ولی عاشق الاتقیٰ نبی البطحا اسے کس طرح حرام یا شرک کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ہم پھر بالوضاحت سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کا اولیاء اللہ کی امداد کیساتھ ان کے تصرفات کے ساتھ یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کے ولی کا کوئی فعل بھی بقوت ذاتی ہے بلکہ ہر فعل کو حسب مرضی حق سمجھتے ہیں۔

بہر حال یہ وظیفہ شرک نہیں دیوبند کے فضلاء تک اس کے جواز کے قائل ہیں۔ فقیر کا رسالہ 'یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ' کا مطالعہ کیجئے۔

سوال-12......غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے تمہارے غوث پاک غیر اللہ ہیں لہٰذا ان کو پکارنا شرک ہوا اس کا کیا جواب دو گے؟

جواب...... یہ سوال نہایت ہی احمقانہ ہے مطلقاً غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے تو مخالفین ہزاروں بار مشرک ہوئے کیونکہ روزانہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اے فلاں! اے فلاں وغیرہ۔ ہاں کسی کو معبود سمجھ کر پکارنا ضرور شرک ہے اور جتنی آیات قرآنیہ ہیں ان سب میں یہی مراد ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فلا تدعوا مع اللہ احدا (پ۲۹،الجن) تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہاں پکارنا بمعنی عبادت ہے۔اسی آیت کے بعد فرمایا: قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا تم فرماؤ میں اپنے ربّ ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ یہاں بھی پکارنا بمعنی عبادت ہے اسی لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ہر دونوں جگہ بمعنی عبادت (بندگی) لکھا ہے۔اسطرح جلالین میں ایسے مقامات پر دعا بمعنی عبادت لکھا ہے بلکہ مفسرین نے قاعدہ لکھا ہے جہاں دعا (پکارنے کے بعد) معبودان باطلہ کا ذکر ہو وہاں دعا پکارنے کے معنی عبادت ہے اس کی تفصیل فقیر کی کتاب 'احسن البیان' اور مستقل رسالہ 'فضل اللہ فی فرق من دون اللہ و محبوب اللہ' میں پڑھئے۔

معجزہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تجربہ شاہد ہے کہ یہ لوگ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بناتے ہیں یہ دراصل حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جو صدیوں پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی خبر دی کہ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسلمانوں کو مشرک بناتے پھریں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو تمام خلق خدا سے شریر قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے انہوں نے کافروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات مومنوں پر چسپاں کیں۔ (بخاری جلد۲، صفحہ۱۰۲۴) ...... اس سے مزید وضاحت ملاحظہ ہو۔ مندرجہ ذیل حدیث وہابیوں دیوبندیوں کے مستند علیہ مفسر ابن کثیر نے آیۃ واتل علیھم نبا الذی الخ (پ۹۔الاعراف:۱۷۵) کی تفسیر میں حدیث لکھی ہے کہ

حدیث شریف...... (ترجمہ) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا اور اس پر شرک کے طعنے مارے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! شرک کا زیادہ حق دار کون ہوگا جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی یا شرک کی تہمت لگانے والا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حق دار ہوگا۔

سوال-13......جو مرگیا وہ مٹی ہوگیا۔ مردے نہیں سنتے۔ آپ ان کو کیوں پکارتے ہیں؟

جواب...... جو مرگیا مٹی ہوگیا یہ عقیدہ کافروں کا تھا مسلمانوں میں یہ عقیدہ نہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ روح زندہ رہتی ہے اس کا جسم سے نکل جانے کا نام موت ہے اسی لئے اہل اسلام موت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ الموت لیس بفناء محض بل ھو انتقال من مکان الی مکان آخر موت مٹنے کا نام نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ (تذکرۃ القرطبی)

کافروں کا عقیدہ

قرآن مجید میں درجنوں آیات ہیں جن میں صاف اور واضح طور پر فرمایا:

وقالوا اذا ضللنا فی الارض (پ۲۱۔ السجدہ)

اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے زمین میں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیکھا اس آیت میں کافروں کا عقیدہ بتایا کہ کافر کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں مٹی ہو جائیں گے۔

سماع موتیٰ

مُردے سنتے جانتے اور دیکھتے ہیں کیونکہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ روح نہیں مرتی اس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے فقیر کا ایک رسالہ ہے 'روح نہیں مرتی'۔ ابن القیم نے اس کے بارے میں درجنوں سے زائد مذاہب بتائے ہیں جن کا روح میں اختلاف کے باوجود سب اسے زندہ مانتے ہیں۔ (کتاب الروح) اس موضوع پر کہ مردے سنتے جانتے ہیں امام احمد رضا محدث بریلوی کی ضخیم تصنیف 'حیوۃ الموات' کا مطالعہ کیجئے ان کے فیض و برکت سے فقیر کا رسالہ 'مردے سنتے جانتے ہیں'۔

سوال-14......قرآن وسنت میں کہاں لکھا ہے کہ گیارہویں مناؤ؟

جواب......قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا یہاں صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ربنا اغفرلنا والاخواننا الذین سبقونا بالایمان (پ۲۸۔الحشر)

اے ہمارے ربّ ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

فائدہ......اس آیت میں ان ایمان والوں کیلئے دعا کا بیان ہے جو دنیا سے کوچ کر گئے اور اس مسئلہ کی احادیث کا تو شمار ہی نہیں اسے شریعتِ مطہرہ کی اصطلاح میں ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے اور الحمدللہ گیارہویں شریف بھی ایصال ثواب ہی ہے۔ مختصر بیان پہلے گزر چکا ہے۔

سوال-15......ہم جہاں جاتے ہیں جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ غوث کو مانتے ہیں۔ارے قرآن میں صرف اللہ کو، رسول کو اور قیامت کے دن کو ماننے کا کہا گیا ہے۔غوثِ پاک کو ماننے کا کہاں لکھا ہے؟ بتاؤ۔

جواب......یہی اسلام کا نشان تو ہے کہ اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماننے کے ساتھ اولیاء کی ولایت کا ماننا بھی فرض ہے۔جو اولیاء کرام کی ولایت کا منکر ہے وہ معتزلی ہے اسی لئے تو ہم وہابیوں، دیوبندیوں کو معتزلہ کی شاخ سمجھتے ہیں کہ انہیں بھی اولیاء کرام سے بغض تھا اور انہیں بھی بلکہ یہ ان سے دو قدم آگے ہیں کہ انہیں نہ صرف ولایت سے بغض ہے بلکہ انہیں نبوت سے بغض و عناد ہے جیسے سب کو معلوم ہے۔

سوال-16 , 17......غوثِ اعظم کی نظر میں اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا رائی کے برابر بھی نہیں، اب نبوت اور وِلایت میں فرق کیا رہا؟ دونوں برابر ہو گئے۔ نبی کی شان ہے کہ وہ ہتھیلی پر دنیا پوری کا مطالعہ کرلے یعنی ایک ولی بھی اگر ایسا کر دے تو دونوں کے درمیان کیا فرق رہا؟

جواب......نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ایسے ماننا جیسے سوال میں لکھا ہے ممکن تو نہیں کہ وہابی دیوبندی مان جائیں تو عین مراد تو پھر اولیاء بالخصوص حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض و کرم ہے ولایت میں نبوت کا کمال ماننا برابری نہیں بلکہ عین اسلام ہے مثلاً آصف بن برخیا کا تخت اُٹھا کر لانا یہ کمال درحقیقت سلیمان علیہ السلام کا کمال تھا کہ ہر ولی کا کمال اس کے نبی کے کمال کا مظہر ہوتا ہے۔

سوال- 18 تا 20......قصیدہ غوثیہ غرور وتکبر سے بھرا ہوا ہے کیا کسی کے غرور والے الفاظ کو وظیفہ بنانا جائز ہے؟ چلو یہ مان لیا کہ وہ غوث اعظم تھے مگر وہ اپنے زمانے تک تھے اب ہم ان کو کیوں مانیں؟ قدم کا مسئلہ کیا ہے؟ سارے ولیوں کی گردن پر ان کا قدم کیسے آ گیا ہے ایک ہی قدم اور وہ سب ولیوں کی گردن پر! کیسے؟

جواب......سوال مذکور کے مطابق ایک بد بخت نے بصیر پور سے محمد احمد نامی نے ایک ضخیم کتاب بنام 'کلام الاولیاء الاکابر فی قول الشیخ عبدالقادر' لکھی ہے۔ فقیر نے اس کے ردّ میں اتنی ہی ضخیم کتاب لکھی 'تحقیق الاکابر فی قدم شیخ عبدالقادر'۔ فقیر کے علاوہ مندرجہ ذیل ضخیم ردّ لکھے جا چکے ہیں: (۱) سعید الاولیاء علامہ محمد طارق حنفی (۲) افضلیت غوث اعظم از سعیدی صاحب (۳) تصنیف اسرار الحسنین (٤) تصنیف علامہ ممتاز احمد چشتی صاحب۔ اور لکھے جا رہے ہیں اور جب سے رُسوائے زمانہ بصیر پوری کی کتاب شائع ہوئی ہے اس وقت سے تا حال اہلسنّت کے ماہناموں و دیگر رسائل میں بصیر احمد پوری کی پٹائی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اگر توبہ کر کے نہ مرا تو قیامت میں اس کی خوب لتریشن ہوگی۔

اصل مسئلہ......قصیدۂ غوثیہ شریف یا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر دعاوی یونہی اولیائے کاملین کی ایسی اونچی باتیں اپنی طرف سے نہیں ہوتیں بلکہ انہیں امر الٰہی ہوتا ہے۔ فقیر چند محققین کی آراء گرامی عرض کرتا ہے تا کہ سوال کے غلیظ مواد جڑ سے کٹ جائیں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ غوثیہ کے دعاوی کا استدلال قرآن مجید سے کیا ہے۔ نص قرآنی شاہد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہ امر الٰہی اعلانِ حج فرمایا۔ تمام معتبر تفاسیر میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا الٰہی! تمام مخلوق تک میری آواز کس طرح پہنچے گی؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ اعلان کریں، ابلاغ ہمارا کام ہے چنانچہ مابین السماء والارض سب مخلوق نے یہ اعلان سن لیا یہاں تک کہ اصلاب آباء اور ارحام امہات میں اس اعلان کو سنا گیا اور خوش نصیب ارواح نے لبیک کہا جب حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مأمور ہو کر یہ اعلان کیا تو متقدمین اور متاخرین کو سنوانا عندیت الٰہی سے کیا بعید ہے۔ اس ارشادِ گرامی کے متقدمین اور متاخرین کو شامل ہونے کی تصریح کے سلسلے میں یہ روایت نہایت مستند اور واضح ہے اور ان حضرات کیلئے قابل غور ہے جو کہتے ہیں کہ مستند کتابوں میں اس امر کی تصریح نہیں کہ متقدمین اور متاخرین اولیائے کرام اس فرمان میں داخل ہیں۔ ہم انہیں علامہ شطنوفی علیہ الرحمۃ اور مولانا جامی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر کے حوالوں سے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

متعدد مشائخ کے حوالے سے شیخ ابو سعید قیلوی علیہ الرحمۃ معاصر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد درج ہے۔

(ترجمہ) جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر خاص تجلی فرمائی اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھوں آپکے پاس خلعت خاص آیا، آپ نے اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں وہ خلعت پہنا، زندہ اولیائے کرام اپنے اجسام کے ساتھ اور جن کا وصال ہو چکا تھا اپنی ارواح کے ساتھ موجود تھے، فرشتے اور رجال غیب نے آپ کی مجلس کو گھیر رکھا تھا اور فضا میں صفیں باندھے ہوئے تھے حتیٰ کہ افق ان سے بھر گیا اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔ اس روایت کو بعینہٖ عارف کامل مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی...... پیر طریقت حضرت سیّد مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگرچہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہ امرِ الٰہی یہ ارشاد فرمانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سکر و مستی کا عالم نہ تھا، مگر پھر بھی ہم وضاحت کرتے ہیں کہ آپ نے عالمِ صحو و تمکین میں یہ اعلان فرمایا اور اس کی مندرجہ ذیل چند وجوہ حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہیں:۔

☆ اگر یہ ارشاد بہ امرِ الٰہی واجب الاطاعت نہ ہوتا تو اولیائے حاضرین و غائبین گردنیں نہ جھکاتے۔ دریں صورت اس کا عالمِ صحو میں ہونا ظاہر ہے، وگرنہ عالمِ سکر کے اقوال کی پیروی تو لازم نہیں۔

☆ اگر یہ ارشاد عالمِ سکر میں ہوتا تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نہ کبھی ضرور اس سے رجوع فرماتے جیسا کہ بعض عارفین مثلاً ابو یزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے ثابت ہے کہ وہ سکر میں سبحانی ما اعظم شانی فرماتے اور صحو میں توبہ و استغفار فرماتے۔ مگر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر قائم رہے اور کبھی رجوع نہ فرمایا۔

☆ یہ ارشاد از قبیل اتباعِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحدیثِ نعمت کے طور پر ہے۔ چنانچہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے انا سید ولد آدم ولا فخر میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے فخر نہیں ہے۔ آدم ومن دونه تحت لوآئي ولا فخر آدم اور ان کے علاوہ انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا الا وانا حبیب اللّٰہ خبردار میں اللہ کا محبوب ہوں۔ لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے دور میں ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

مزید گذارش ہے کہ اگر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی سکر کے عالم میں ہوتا یا خلافِ شریعت ہوتا تو اس دور کے محقق علماء اور مفتیانِ دینِ متین اس معاملے میں سراسر خاموشی اختیار نہ کرتے۔ ان میں سے کسی کا از روئے شریعت اس ارشاد کا محل طعن نہ بنانا اس بات کی دلیل ہے کہ پورے شرحِ صدر سے اربابِ شریعت اس کی حقانیت کے قائل تھے، ورنہ منصور حلاج علیہ الرحمۃ بھی کہ علماء و مشائخ کا ایک بڑا طبقہ ان کا مداح ہے، اہلِ شریعت کے فتویٰ کی زد سے نہ بچ سکتے۔

بعض لوگ تحقیق سے دامن چھڑاتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اس ارشاد کا مقصد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا غلبہ اور برتری ہے، گردن پر پاؤں رکھنا مراد نہیں مگر یہ سراسر انصاف سے بعید ہے۔ کلام کا مقصد متکلم سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے یا ان جلیل القدر اولیائے کرام سے زیادہ کون ادراک کرسکتا ہے جو علوم ظاہر و باطنی کے ماہر تھے یہ تمام اکابر گردنیں جھکا رہے تھے اگر یہ مفہوم نہ ہوتا تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ انہیں اس طرح کرنے سے منع فرما دیتے یا وہ حضرات سرے سے اسطرح نہ کرتے۔ ہمارے خیال میں اولیائے حاضرین وغائبین کا گردن جھکانا اور حضرت کا ان پر قدم رکھنا ایسے حقائق ہیں جو کسی تاویل کے متحمل نہیں توجیہ القول بما لا یرضی به القائل ناپسندیدہ ہے اسی طرح ہزاروں اولیائے کرام کے عمل کو غلط فہمی پر محمول کرنا بھی گستاخی کی انتہاء ہے۔ روایات کے مطابق سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نامور شخصیت حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو سر جھکا کر یہاں تک فرمادیا: بل علی رأسي وعیني بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر آپ کا قدم ہو۔

بعض لوگ قدم کے گردنوں پر ہونے سے اتباع اور پیروی کے معنی لینے کا تکلف بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے فلان علی قدم فلان ای طریقة فلان انہیں یہ معلوم نہیں کہ آپکا ارشاد گرامی تو قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ہے اگر وہ مفہوم مراد ہوتا تو پھر آپ کا ارشاد کل ولی الله علیٰ قدمی ہوتا۔ البتہ اس محاورے کو آپ نے اپنے منظوم قصیدہ میں ایک جگہ باندھا ارشاد مبارک ہے:

ولی وکل له قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں اس نبی کے قدم پر ہوں جو کمالات کا بدر منیر ہے۔

انا الحسنی والمخدع مقامی واقدامی علی عنق الرجال

میں حسنی نسب ہوں اور مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم مردانِ خدا کی گردن پر ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ...... خاتم المفسرین صاحب روح المعانی علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ نے الطراز المذہب میں فیصلہ کن اور نہایت محققانہ انداز میں خلاصہ بحث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

(ترجمہ) جو بات عبد فقیر کے دل میں آتی ہے وہ یہ کہ قدم اپنے حقیقی معنی پر ہے جس طرح لفظ کے ظاہر سے فوراً پتا چلتا ہے پھر قدم کے ساتھ هذه کا کلمہ جس کی وضع ایسے مشار الیہ کیلئے ہے جو دیکھا جائے اور محسوس ہو اس معنی کی تائید کرتا ہے اور بیشک شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ فرمایا ہے۔ (الطراز المذہب از سیّد محمود آلوسی، صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر سن طباعت ۱۳۰۳ھ)

فائدہ...... ہم نے علمائے محققین اور عرفائے کاملین کے متعدد حوالوں سے اس مقدس موضوع کو نہایت اعتدال اور احتیاط سے واضح کر دیا ہے اور اس کے بارے میں موجودہ دور کے بعض حضرات کے شکوک و شبہات کا ازالہ بھی کر دیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ بزرگانِ سلاسل کے متعلقین حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس پاکیزہ ارشاد کی حقانیت اور وسعت کو پورے انشراحِ صدر سے تسلیم کر کے اپنے اکابر مشائخ کی روش کو اپنا کر ان کی ارواحِ طیبہ کے حسب منشا عمل پیرا ہوں گے۔

آخر میں ایک بار پھر عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے اس دور میں جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا، ہر سلسلے کے اکابر مشائخ کرام حضرت شیخ احمد رفاعی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری اجمیری، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، حضرت ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی، حضرت شیخ ابومدین مغربی قدست اسرارہم موجود تھے کیا متاخرین اولیائے کرام فضل و کمال میں ان سے بڑھ کر ہیں یا ان سے فیض یافتہ ہونے کا انکار کر سکتے ہیں۔ جب آسمانِ ولایت کے ایسے نامور اور درخشندہ ستارے آفتابِ غوثیت کے نور سے مزید مستنیر ہوئے اور آپ کے قدم اقدس کے سامنے جھک گئے تو پھر ان کے خلفاء و مریدین بھی تبعاً قدم مبارک کی عظمت کے قائل ہوئے۔

سوال-21......ابن جوزی نے آپ کے خلاف تلبیس ابلیس کتاب لکھی وہ آپکے زمانے کا تھا ہم اسکی مانیں یا تمہاری؟

جواب......تلبیس ابلیس نامی کتاب حضرت ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بلکہ مشاہیر اولیائے کرام کے خلاف لکھی یہ اسوقت کی بات ہے جب علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے کرام صوفیہ عظام کے مخالف تھے۔ لیکن الحمدللہ بعد کو حضور غوثِ اعظم اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد ہوئے بلکہ ان کے مرید اور خلیفہ ٹھہرے اور اولیاء کرام کے کمالات وکرامات پر ضخیم کتاب لکھی جو بارہا مصر سے شائع ہوئی اور اب لبنان میں چھپی ہے۔

تعارف ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن عرف ابن الجوزی حدیث وتفسیر کے امام تھے۔ جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا۔ علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں۔ چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس منتظم فی تاریخ الامم تلقیح فہوم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ اور لقط المنافع وغیرہ بہت سے کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ خیال سے باہر ہیں۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ابن جوزی نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے وہ حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہلائیں تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہوکر کچھ تراشہ بچ رہا۔

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ میں بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا اور باب الحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے اس لئے علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر ان کا رد کرتے اور طعن وتشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ وصوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ، سیّد احمد زرنی کی تصنیفات سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے۔

علاوہ ازیں عبداللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منحرف رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ شریف کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ عصر ابن الجوزی کو غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور معافی مانگی آپ نے معاف فرما دیا۔

علامہ ابن جوزی کا رجوع

قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ ابوالعباس ابن جوزی کے ہمراہ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی آپ نے وجوہ بیان کرنے شروع فرمائے۔ ابوالعباس ابن جوزی سے پھر وجہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے؟ وہ اثبات میں جواب دیئے گئے اس کے بعد آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابوالعباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہوکر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا۔

خوش اعتقادی

پھر اسی محدث ابن جوزی قدس سرہ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کہا کرتے:

لا مرید الشیخ اسعد من مرید الغوث

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے کوئی بڑھ کر خوش بخت نہیں۔

ازالہ وہم...... مخالفین یعنی منکرین کمالات مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کرامات اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقت حال پر پردہ ڈال کر دھوکہ دے دیتے ہیں۔ مثلاً انہیں علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ کی وہ عبارت انکار اولیاء میں پیش کرینگے جو آپکی رجوع الی الغوث اعظم سے قبل کی ہوں گی اسی سے عوام اہل اسلام آگاہ رہیں۔ اگر کوئی دھوکہ کرے بھی اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی انکار کرنے والے کا اپنا انجام برباد ہوگا۔

فائدہ...... اس تحقیق کے بعد اب ہم سوال کرنے والے کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہماری طرح علامہ ابن الجوزی کی باتیں شیطان ابلیس کے کہنے پر تلبیس کا دامن نہ پکڑیں۔

سوال-22...... کیا صلوٰۃ غوثیہ سراسر عقیدۂ توحید کے خلاف نہیں؟ اگر یہ عقیدہ توحید کے منافی نہیں؟ حوالہ دو۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب چاہئے۔

جواب...... صلوٰۃ الاسرار اسے 'نمازِ غوثیہ' بھی کہا جاتا ہے۔ اکابر علماء ومشائخ سے جواز منقول ہے بالخصوص حضرت ملا علی قاری اور امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اس کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نورٌ علیٰ نور ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے نہ صرف سلسلہ قادریہ میں مروج ہے بلکہ سلسلہ نقشبندیہ میں قابلِ عمل بلکہ فضلائے دیوبند بھی اس کے قائل ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:۔

☆ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی محمد معصوم خلیفہ وفرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وحضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں وحضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و دیگر بزرگانِ دین وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے، کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔

☆ خود مخالفین کے پیشوا مولوی اشرف علی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ، جلد۴ صفحہ ۹۴)

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہٖ تعالیٰ شیخ حاجت برآری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، جلد۱ صفحہ۴)

مدد یا پیر پیراں

صلوٰۃ الاسرار کے بعد غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے گیارہ قدم چلنا اور ان سے استمداد جائز ہے کہ دیو بند کے اکابر اپنے پیروں سے مدد چاہتے رہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آگیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا۔ محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کارنا خدا نے پکار کر کہا لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی۔ (الافاضات الیومیہ، جلد ۷ صفحہ ۲۳۵)

دوسری روایت تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اُٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اُتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں۔ پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا، اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اُٹھایا جب آگے چلا تو بندگانِ خدا کو نجات ملی اسی لئے چھل گئی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ، صفحہ ۳۵)

ازالۂ وہم...... تھانوی صاحب نے ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکماء میں ان کے اقوال سے ثابت کردوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے۔ (الافاضات الیومیہ، جلد ۷ صفحہ ۲۳۶)

تھانوی اور فریاد

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ۔

یا مرشدی یا مولی ما مغزعی　　یا ملجائی فی مبدئی ومعادی

اے میرے مرشد اے میرے مولا اے میری وحشت کے انیس اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ۔

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی　　کھفی سوی حبیکم من زاد

اے میرے فریادرس مجھ پر ترس کھاؤ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں رکھتا۔

فاز الانام بکم وانی ھائم　　فانظر الی برحمۃ یا ھاد

مخلوق کو آپ کی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

یا سیدی للہ شیئاً انہ　　انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار اللہ کیلئے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

اور سنئے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں، جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ (امداد الفتاویٰ، ج ۴ ص ۹۹)

شیخ الہند

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ......دیوبندی مکتبۂ فکر رکھنے والے حضرات سے گذارش ہے کہ تھانوی کی ان روایات کو بنظرِ انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہوکر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے گردشِ طوفان سے نکال رہے ہیں۔دوسری روایت کے مطابق انتہائی مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اسی وقت بنفسِ نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچالیا۔جبھی تو ان کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انہیں سخت درد تھا کیا یہ دُرست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ غلط ہے، جھوٹ ہے، من گھڑت ہے کیونکہ لکھنے والے آپکے حکیم الامت ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں اور اگر صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جبکہ ان کو زندہ رہنے کی اُمید نہیں رہی تھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب امر میں مدد مانگی وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور ان کی تبلیغ کرے اور ان پر اعتقاد رکھے وہ مبلغ شرک ہوا یا نہیں؟

نیز جب حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دُور سے اس کا علم کیسے ہوگیا؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا ان کے پاس یہ قدرت تھی کہ آناً فاناً سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچالیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کی مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں۔

نوٹ......صلوٰۃ الاسرار پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی کتاب ’انہارالانوار‘ اور فقیر کا رسالہ ’گیارہ قدم‘ پڑھیے۔

سوال-23......ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ غوث اعظم کے مزار پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ ہندوؤں کے پوجا پاٹ نہیں کہلاتی؟

جواب......ہم اولیاء کرام کو زندہ مانتے ہیں ان کے ساتھ زندوں جیسا ادب کرتے ہیں اسی ادب اور بے ادبی کا ہمارا تمہارا جھگڑا ہے ورنہ ہر تشبیہ حرام نہیں صفا و مروہ کی سعی کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہاں بت پرستوں کیساتھ تشبیہ لازم آتی ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی تشبیہ کو ٹھکرا دیا۔ یاد رہے کہ وہ تشبیہ حرام ہے جو کسی قوم کا شعار ہو۔ ادب تو اسلامی شعار ہے اسی لئے ہم ادب کریں گے تو تم ایسے بے ادب واقع ہوئے ہو کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو شرک کہتے ہو۔ اسی لئے آج کل نجدی اس پر بہت بڑی سختی کرتے ہیں۔

سوال-24......کیا تمام ولی' غوثِ اعظم کے طفیلی ہیں؟ ہم تو نہیں مانتے۔

جواب......حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زبانی سنئے:۔

عرض......غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے؟

ارشاد......بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض......غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں؟

ارشاد......نہیں بلکہ انہیں ہر حال یوہیں مثل آئینہ پیش نظر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوث اکبر وغوث ہر غوث حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صدیق اکرم حضور وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو امامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضور غوثِ اعظم تک جتنے حضرات ہوئے سب انکے نائب ہوئے انکے بعد سیّدنا غوثِ اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیتِ کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے حضور غوثِ اعظم بھی ہیں سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہونگے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ج ا ص ۱۲۳)

ف......یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے اور تا امام مہدی ولایت کی باگ ڈور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہر ولی کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلہ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے قادریہ سے ہو یا سہروردیہ اور اُویسیہ سے۔

بعد از وصال

ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرفات کے علاوہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب بھی اولیاء کے عزل و نصب کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں: (ترجمہ) اور امت کے اولیائے عظام سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور اس نسبت نسبتِ اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کرکے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے مزار میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک یکساں

یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں کہ آپ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند کو نقشبند بنایا تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض کمالات ولایت حاصل ہوئے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل؛ اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

سوال- 25 تا 28...... بڑے پیر صاحب حضرت عبدالقادر جیلانی کب پیدا ہوئے؟ ان کا بچپن کیسا تھا؟ انہوں نے علم کیسے حاصل کیا؟ کیا وہ مفتی تھے؟

جواب...... پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جبکہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں تشریف رکھتے تھے خاندان عباسیہ کے آخری حکمرانوں کا دور دورہ تھا۔ اس زمانہ میں عوام وخواص دونوں کی اخلاق اور دینی حالات روز بروز رو بہ انحطاط اور زوال آمادہ ہوتی جا رہی تھی۔ ایک طرف مال و دولت کی فراوانی اور اخلاق کی کمزوری نے عیش کوشی اور تن آسانی کا خوگر بنا دیا تھا اور دوسری طرف دینی وروحانی بے بضاعتی نے جادۂ اعتدال اور صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا تھا۔

امراء خاص طور پر نشہ دولت میں چور اور شراب انانیت سے مخمور تھے۔ مذہب کے نام پر بھی باہمی جنگ وجدال کا ہنگامہ گرم تھا مناظرے ہوتے تھے خلق قرآن کے فتنے اُٹھائے جاتے تھے۔ شریعت کے احکام کی جانب سے عام طور پر بے پروائی برتی جا رہی تھی اور طریقت میراث بن کر نااہلوں کی جاگیر ہو چلی تھی۔ مبتدعین اور معتزلہ کا زور تھا۔ اصول اور مغز کو دیدہ ودانستہ نظر انداز کر کے سطحی اور فروعی بحثوں میں شہ زوری کا مظاہرہ کیا جا رہا تھا۔ ایسے اصلاح طلب اور انقلاب آمادہ دور میں ایک غوث اعظم دستگیر اور مجدد اعظم کی ضرورت تھی۔ اس لئے حضرت حق جل مجدہ نے یہ خدمت جلیل آپ کے سپرد فرمائی اور آپ نے اس اہم ترین فرض کو جس حسن وخوبی سے انجام دیا اس کی مثالیں اصلاح وہدایت اور احیائے دین کی تاریخ میں بہت ہی کم ملتی ہیں۔

ولادت شریف

امام حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ نے اپنی کتاب 'البدایہ والنہایہ' میں حضرت کا سنہ ولادت ۴۷۰ھ لکھا ہے اور امام یافعی المتوفی ۷۶۸ھ نے اپنی کتاب 'مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان' میں تحریر کیا ہے کہ حضور غوثِ پاک علیہ الرحمۃ سے جب کسی نے آپ کا سالِ ولادت دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھ کو صحت کے ساتھ علم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا اسی سال شیخ ابومحمد رزق اللہ بن عبدالوہاب تمیمی کی رحلت ہوئی اور یہ ۴۸۸ھ تھا، اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ اس حساب سے آپ کا سنہ ولادت ۴۷۰ھ ہوا۔ اس کے بعد امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ ابوالفضل احمد بن صالح جیلی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی اور آپ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے گئے ہیں جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔

امام یافعی علیہ الرحمۃ نے حضرت کے اس قول سے کہ 'اسوقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی' یہ سمجھا کہ آپ اٹھارہ سال پورے کر چکے تھے اور اُنیسواں سال لگ گیا تھا اور شیخ ابوالفضل نے یہ سمجھا ہے کہ ہنوز آپ اٹھارہویں سال میں تھے۔

۴۷۰ھ اور ۴۷۱ھ میں بنائے اختلاف یہ ہے جو مذکور ہوئی اور اسی اختلاف کی وجہ سے بعد کے مورخین میں سے کسی نے شیخ ابوالفضل احمد کے قیاس کے مطابق حضرت کی سنہ ولادت کا تعین کیا اور اس طرح جس نے آپ کی تاریخ ولادت لفظ 'عشق ۴۷۰' سے نکالی وہ بھی حق بجانب ہے اور جس نے لفظ 'عاشق ۴۷۱' کا مادۂ تاریخ قرار دیا اسے بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے 'نفحات الانس' میں حضرت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب سے لیا ہے اور بعد کے سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر 'نفحات' ہی سے ماخوذ ہیں اور اسی وجہ سے اکثرت کی رائے یہی ہوگئی کہ حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہے۔

بہرحال ولادتِ باسعادت ماہِ رَمضانُ المبارک ۴۷۰ھ اور ایک روایت کے مطابق ۴۷۱ھ ہے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ابوصالح موسیٰ بن عبداللہ تھا اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ اُم الخیر بنت عبداللہ تھا۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پدری سلسلہ نسب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ ماجدہ جنابہ فاطمہ ام الخیر کی جانب سے حضرت سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ حسنی و حسینی سیّد ہیں۔ آپ کی ولادت سے قبل اسلام پر بدنصیبی کے بادل منڈلا رہے تھے۔ امراء عیاش و بدکردار تھے اور بغداد کی خلافت اسلامیہ بوڑھے اور بیمار شیر کی طرح اندرونی طاقت سے محروم ہوچکی تھی۔ عالم اسلام کئی فرقوں میں بٹ کر تباہی کے راستے پر گامزن تھا اور ہر روز کئی مشائخ کرام اور علماء فرقہ باطنیہ کی سازشوں کا شکار ہو کر قتل کر دیے جاتے تھے۔

ایسے پُرآشوب حالت میں ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو سارے عالمِ اسلام کی دستگیری کر کے ملتِ اسلامیہ کو محفوظ کردے۔ حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید اور چند کتابیں جیلان میں پڑھی تھی۔ لیکن آپ کے والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا۔

آپ اٹھارہ برس کی عمر میں ہی بغداد شریف پہنچے۔ ان دنوں بغداد حکومت و تجارت کے علاوہ علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ اس کے مشرقی حصہ میں ۳۰ مدارس تھے جن میں ۵۰ ہزار طلباء تعلیم پاتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالبِ علم کی حیثیت سے اس عظیم الشان شہر بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوگئے۔ اس عظیم ترین مدرسہ میں حضرت ابوزکریا تبریزی علم وادب و تفسیر کے استاذ تھے۔ ابوالحسن محمد بن قاضی حنبلی، علی بن عقیل حنبلی اور شیخ محفوظ الکلواذانی فقہ واصول فقہ کے اساتذہ سے مختلف علوم وفنون میں استفادہ کیا اور ان میں اتنی دسترس حاصل کی آپ اپنے استادِ محترم حضرت ابوسعید المبارک مخزومی کے نزدیک اتنے قابلِ اعتماد تھے کہ انہوں نے اپنا مدرسہ آپ کے سپرد کردیا تھا اس مدرسہ کی شہرت دور دراز ملکوں تک پہنچ گئی تھی جہاں سے مختلف علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کرنے کیلئے اسی مدرسہ کا رُخ کیا کرتے تھے۔

حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم علیہ الرحمۃ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں دوسرے ملکوں کا بھی سفر اختیار کرتے تھے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ بیعت وخلافت حضرت قاضی ابوسعید المبارک مخزومی کے توسل سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے شافعِ محشر، سرورِ کونین، شاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے نام مبارک کی نسبت سے سلسلہ قادریہ کا اجراء ہوا آپ اہل طریقت کے سردار مانے جاتے ہیں۔

اوّلاً آپ قدوۃ المحققین شیخ ابوالخیر حماد بن مسلم دباس کی صحبت میں رہے اور ان ہی سے رموزِ طریقت حاصل کئے تھے آپ کا انتقال رمضان المبارک ۵۲۵ھ میں ہوا اس کے بعد حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ حضرت خضر علیہ السلام کے ارشاد سے حضرت قاضی ابوسعید مخزومی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ اس لئے آپ بھی فقہ حنبلی کی تقلید کرتے تھے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی میں غربا وضعفاء کیلئے ایک خاص جذبہ اور ایک خاص تڑپ موجود تھی اور آپ ضعفاء پروری اور غرباء نوازی میں ایک خاص خوشی ومسرت محسوس کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ جبائی علیہ الرحمۃ کے بیان کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تمام اعمال کا تجزیہ کیا ہے اور بہت غور وفکر سے کام لیا ہے اور تمام نیکیوں کی چھان بین کے بعد میں نے یہ سمجھا ہے کہ کھانا کھلانا اور دنیا والوں کیساتھ حسن خلق سے پیش آنے سے بہتر کوئی نیکی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عمل ہے۔ میرے ہاتھ میں دنیا کے خزانے ہوتے تو میں بھوکوں کو کھانا ہی کھلاتا رہتا۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ ایک روز جامع مسجد میں آپ سے ایک بڑے تاجر نے کہا کہ میرے پاس مال کافی مقدار میں موجود ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے راہِ خدا میں دے دوں یہ مال زکوٰۃ کے مال سے علیحدہ ہی تقسیم کی غرض سے رکھا ہوا ہے مگر مجھے کوئی مستحق نہیں ملتا۔ حضرت نے فرمایا مستحق اور غیر مستحق کی تمیز نہ کرو دونوں کو دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر وہ بھی عطا کرے جس کے تم مستحق ہو اور وہ بھی جس کے تم مستحق نہیں ہو۔ حضرت شاہ ابو المعالی شیخ ابو محمد طلحہ مظفر کے حوالہ سے تحریر کیا ہے حضرت غوث نے خود بیان فرمایا ہے کہ بغداد میں ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گزرا کہ بیس دن تک ایسی کوئی چیز بھی مجھے نہیں ملی جسے میں اپنی غذا کے طور پر استعمال کر سکتا۔ جب بھوک نے بہت تنگ کیا تو ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں مجھ سے پہلے ۷۰ درویش وہاں موجود تھے اور ان کا مقصد بھی وہی تھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ مروت یہ نہیں کہ میں بھی ان کی تلاش میں شریک ہو جاؤں ان ہی کو کچھ مل جائے تو اچھا ہے اور میں واپس لوٹ آیا۔ جب میں بغداد شہر پہنچا تو ایک جان پہچان والا شخص مجھ کو ملا اور اس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری والدہ محترمہ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ میں نے سونے کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ذرا سا اپنے لئے رکھ لیا پھر ایوان کسریٰ کے کھنڈرات پہنچ گیا اور وہیں ان ستر درویشوں کو سونا بانٹ دیا انہوں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا تھا لیکن مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں یہ تمام سونا خود کھا لوں اس لئے میں نے آپ سب لوگوں کو سونے کی تقسیم میں شامل کر لیا ہے پھر میں نے واپس لوٹ کر اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا اور بہت سے فقراء کو بلا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر میں نے کھانا کھایا اس کے بعد اس سونے میں میرے پاس کچھ بھی نہ بچا، میں نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت منکسر المزاج، رقیق القلب، نرم طبیعت اور سادہ مزاج تھے۔ ہر شخص سے نہایت انکساری کے ساتھ ملتے تھے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی کوئی بیوی بیمار ہو جاتی تو خود گھر کا تمام کام شروع کر دیتے تھے آپ کو کسی کام سے عار نہ تھا آپ ہی آٹا گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے اور بچوں کو کھانا بھی کھلا دیتے اور کنویں پر جا کر خود گھڑا بھرتے اور کندھے پر اُٹھا کر لے آتے تھے اور گھر میں جھاڑو تک دے لیتے تھے۔

حضرت غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔ جن کے بطن مطہرہ سے متعدد لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن آپ کے جانشین اور خلیفہ سیّدنا شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ تھے جو حضرت صادقہ کے بطن مبارک سے ۵۲۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

بچپن کے عجیب و غریب واقعات

آپ کی تعلیم کا آغاز اپنے وطن میں ہوا لیکن آپ کے دل میں مزید علم حاصل کرنے کی تمنا اور تڑپ موجزن ہوئی۔ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک گائے تھی اسے چرانے کیلئے آپ جنگل میں تشریف لے جاتے تھے ایک دن وہ گائے بھاگ گئی آپ اسے پکڑنے کے واسطے اس کے پیچھے بھاگے جا رہے تھے ایک جگہ پر وہ گائے ٹھہر گئی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی:

يا عبد القادر ما خلقت لهذا وما امرت بهذا

اے عبدالقادر! تم نہ اس کام کیلئے پیدا کئے گئے ہو اور نہ اس کا حکم دیئے گئے ہو۔

اس آواز کے سننے سے آپ پر بیخودی اور جذب و وجد کی حالت طاری ہوگئی جس سے آپ کے دل میں تحصیل علم کے واسطے بغداد جانے کا ارادہ پیدا ہوگیا آپ نے اپنی والدہ سے بغداد جانے کی اجازت چاہی والدہ نے راضی ہو کر اجازت دے دی اور اندر سے چالیس دینار نکال لائیں اور فرمایا تمہارے والد اسّی دینار چھوڑ گئے ہیں چالیس تمہارے بھائی کے واسطے رکھ لئے ہیں اور چالیس تمہیں دیتی ہوں تمہارے کام آئیں گے پھر وہ قمیض میں بغل کے نیچے سی دیئے۔ بغداد کی طرف ایک قافلہ جا رہا تھا آپ اس کے ساتھ ہوگئے۔آپ کی والدہ آپ کو رُخصت کرنے کے واسطے گیلان کے باہر دُور تک آپ کے ساتھ آئیں اور پھر محبت اور پیار کر کے بہت سی دعائیں دے کر آپ کو یہ کہہ کر رُخصت کیا کہ آج کے بعد پھر میری اور آپ کی ملاقات اس دنیا میں نہیں ہوگی آخرت میں ہوگی جب آپ کا قافلہ ھمدان میں پہنچا تو قزاقوں نے آپ کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ والوں کو لوٹ لیا آپ ایک طرف آ کر بیٹھے ہوئے تھے،دو قزاق آپ کے پاس آئے اور پوچھا،اے نوجوان! تمہارے پاس بھی کچھ ہے تو بتادو؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے اور چالیس دینار بھی ہیں۔ان قزاقوں نے کہا یہ نوجوان ہم سے دل لگی کرتا ہے اگر اس کے پاس دینار ہوتے تو بھلا ہم جیسوں کو کیوں بتاتا وہ چلے گئے۔ان کے سردار نے پوچھا کوئی شخص قافلہ والوں سے رہ تو نہیں گیا جس کا مال تم نے نہ لوٹا ہو۔دو قزاقوں نے کہا کہ ایک نوجوان رہ گیا ہے۔سردار نے آپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔جب آپ اسکے پاس آئے تو اس نے پوچھا نوجوان! تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا قمیض میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔چنانچہ جب دیکھا گیا تو واقعی چالیس دینار پائے گئے۔آپ کے صدق سے وہ سردار بڑا متاثر ہوا۔اس نے پوچھا کہ آپ کو سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنی والدہ کے ساتھ ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا ہے۔ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ تو اپنی والدہ کے عہد کو توڑنے سے ڈرتا ہے ہمارا کیا حال ہوگا جنہوں نے سالہا سال سے اپنے ربّ کے عہد کو توڑ دیا ہے۔اس کے بعد اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس کے ساتھ اس کے سارے رفیقوں نے بھی توبہ کی اور زہد و ریاضت اور عبادت و طاعت میں مصروف ہوگئے اور سب کا مال واپس کر دیا۔

تقریظ فتوح الحرمین کے صفحہ ۱۱۹ میں ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ شروع جوانی میں جب میں سو جاتا تو میں یہ آواز سنتا اے عبدالقادر! ہم نے تمہیں سونے کے واسطے پیدا نہیں کیا اور جب میں مکتب میں پڑھنے کے واسطے جاتا تو میں فرشتوں کو یہ کہتے سنتا کھڑے ہو جاؤ! اللہ کے ولی کو جگہ دو۔

آپ کی بغداد میں تشریف آوری

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہِ صفر ۴۸۸ھ میں بعمر اٹھارہ سال بغداد میں تشریف لائے۔ آپ نے حافظ ابو طالب بن یوسف سے حفظِ قرآن شریف کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے فقہ اور حدیث اور تفسیر اور دیگر علوم مروجہ پڑھے اور تمام اہل زمانہ پر سبقت لے گئے اور خدائے رحمٰن ورحیم کے فضل وکرم سے علامۂ دہر بن گئے اور آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

طالبِ علمی کے زمانہ میں ایک دن آپ کے اساتذہ نے وعظ کہنے کو کہا، آپ نے کہا میں ایک عجمی انسان ہوں اہل عرب کے سامنے بولنے کی کیسے جراٴت کروں! بہر کیف آپ کو مجبور کیا گیا اور وعظ کہنے کے واسطے منبر پر تشریف لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وعظ سننے کے واسطے بہت سے لوگ جمع ہوگئے، جہاں تک میری نگاہ جاسکتی تھی وہاں تک لوگوں کا ہجوم نظر آتا تھا، میں حیران تھا کہ کیا کہوں اس لئے وعظ کہنے کا یہ میرا پہلا موقع تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **یا بنی تکلم** بیٹا تقریر کرو! میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عجمی ہوں اور یہ سننے والے سارے عربی ہیں، میں کیا تقریر کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منہ کھول! میں نے منہ کھولا تو آپ نے تین مرتبہ میرے منہ میں لعابِ دہن ڈالا۔ اس کے بعد مجھے بولنے کی طاقت حاصل ہوگئی، میں نے بولنا شروع کیا اور وہ نکات بیان کئے کہ سننے والے عش عش کر اٹھے۔

نقل ہے کہ آپ چالیس سال تک تمام علوم میں کلام کرتے رہے آپ جب وعظ فرماتے تو کہتے، اے آسمان والو اور زمین والو! آؤ میرا کلام سنو۔ مجھ سے سیکھو کہ مَیں زمین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث اور نائب ہوں کہ اس مجلس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ میرے دل پر تجلی فرماتا ہے۔

آپ کی وعظ کی مجلس میں ستر ہزار کے قریب آدمی ہوتے اور چار سو آدمی آپ کا کلام مبارک لکھنے پر متعین ہوتے اور آپکی مجلس میں دو تین آدمی آپ کے وعظ کے اثر سے مرجاتے۔ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کی مجلس میں کئی مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں اور ملائکہ اور جنوں کو صف بہ صف دیکھا ہے۔

عجیب فتویٰ

آپ کے پاس کثرت سے فتاویٰ آنے لگے جن کا جواب آپ برجستہ دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے منت مانی کہ اگر خداوند کریم مجھے میرے مقصد میں کامیاب فرمائے تو میں ایسی عبادت کروں گا کہ اس میں اس وقت دنیا کا کوئی فرد و بشر شریک نہ ہو۔ جب وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تو علمائے کرام سے استفسار کیا سب کے سب عاجز رہے پھر یہی سوال آپ کے پاس آیا آپ نے فوراً جواب لکھا کہ خانہ کعبہ کو خالی کر دیں یہ شخص اکیلا طواف کرے تو اس کی منت پوری ہو جائیگی اور کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ جب علماء نے سنا تو آپ کے علم و فضل کا اقرار کر لیا۔

ایک دفعہ ۵۶۰ھ میں حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے تھے، اے زمین والو مشرق میں ہو یا مغرب میں، اے آسمان ولو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے میں ان میں سے ہوں جن کو تم نہیں جانتے۔ اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو، اے عراق والو! تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہیں ان میں سے جن کو چاہوں پہن لوں تم کو مجھ سے بچنا چاہئے ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنہ نہ کرسکو گے (یہ بات آپ نے اپنے مخالفوں اور منکروں اور گستاخوں اور بے ادبوں کے واسطے فرمائی تھی)۔ آپ نے فرمایا اے غلام! ایک کلمہ سن، ولایات یہاں ہیں، درجات یہاں ہیں، میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں، کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، بہ زندہ ولی اپنے بدنوں کیساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ، اے غلام! میری بات منکر نکیر سے پوچھو جبکہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار اُردو ترجمہ صفحہ ۵۸)

آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں میں بلایا جاتا ہوں تب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں اور حکم دیا جاتا ہوں تو کرتا ہوں تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کیلئے فوری زہر ہے اور تمہاری دنیا اور آخرت کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا، میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے' آپ کے اس قول کے سامنے جتنے اولیاء جو اس زمانہ میں دور و نزدیک حاضر موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا، جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو میرے توسل سے مانگو۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا، تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل و سمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا، تمام مردانِ خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رُک جاتے ہیں مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے، اس میں داخل ہوتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں پس مرد وہ ہے کہ جو تقدیر سے جھگڑے نہ وہ کہ جو اس سے موافق ہو۔

۵۸۰ھ میں آپ نے فرمایا، خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر افسوس کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار)

سوال-29......ان کے والدین کون تھے؟ ان کے حالات کیا تھے؟

جواب......آپ موضع گیلان میں یکم رمضان ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو گیلانی کہا جاتا ہے آپ کی ولادت بھی خوارق عادات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر شریف ساٹھ سال کے قریب تھی۔ اتنی عمر کی عورتیں اکثر بچہ جننے کے لائق نہیں رہتیں۔ بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے پیدا ہونے سے چند ساعات پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام مع اپنے اصحاب کے آپ کے والد ماجد کے پاس تشریف لائے اور آپ کے والد کو مبارکباد دیتے ہوئے بشارت دی کہ آج تمہارے گھر میں ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تمام اولیاء کا سردار ہوگا اور اس کا ذکر ہر جگہ کیا جائے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کے تابع ہوں گے۔ آپ کے والد ماجد کا نام ابو صالح اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ صومعی اور کنیت ابو الخیر، لقب امۃ الجبار ہے۔

پورا شجرہ نسب یہ ہے:۔

حضرت شیخ عبدالقادر بن ابو صالح دوست جنگی ابن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ کو حسنی و حسینی سیّد اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کا آبائی سلسلہ حسن بن علی تک اور اُمہاتی سلسلہ حضرت حسین بن علی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپکا لقب محی الدین اور غوث الثقلین ہے۔ محی الدین کے معنی دین کو زندہ کرنے والے ہیں اس کی وجہ آگے آئے گی۔

والدین کا تذکرہ

آپ کے والد ماجد کے اتقاء کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ نے دریائے دجلہ میں بہتے ہوئے ایک سیب سے روزہ افطار کرلیا بعد میں نادم ہوئے کہ خدا جانے اس سیب کا مالک کون ہے؟ میں نے عجلت کی کہ اس کے مالک سے پوچھے بغیر کھالیا ہے۔ جس طرف سے پانی آتا تھا اسطرف سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ چلتے چلتے بہت دور دجلہ کے کنارے ایک باغ دیکھا جس کی ٹہنیاں دجلہ کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ آپ نے جانا کہ وہ سیب اسی باغ کا ہوگا اس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک بزرگ صورت انسان کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اس کے پاس چلے گئے اور سلام کہا، اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے نوجوان! تو کہاں سے آیا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں گیلان کا رہنے والا ہوں۔ آپ کے باغ کا ایک سیب دجلہ میں بہتا ہوا میرے پاس آیا میں نے اس کو فوراً اُٹھایا اور روزہ افطار کرلیا، اب میں نادم ہوں کہ میں نے مالک کی اجازت کے بغیر اسے کیوں اُٹھایا؟ اتنی دور سے میں آپ کی خدمت میں اس ایک سیب کے بخشوانے کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ گوہر نایاب ہاتھ لگا ہے۔ فرمایا جب تک تمہارا تزکیہ قلب تکمیل کو نہیں پہنچتا اس وقت تک معاف نہیں کروں گا۔ میرے باغ کے ایک سیب کا معاوضہ ہے کہ دس سال تک اس باغ میں مجاہدۂ نفس اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہو۔ جب مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعی نے ایک سال مدت میں مزید اضافہ فرمایا۔ جب وہ سال بھی گزر گیا تو آپ نے ایفائے وعدہ کی بابت عرض کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے جو آنکھوں سے اندھی اور سر سے گنجی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لولی ہے' اسے اپنے نکاح میں لے لو پھر میں تمہیں سیب معاف کرونگا۔ آپ نے تھوڑا توقف کیا اور پھر راضی ہوگئے چنانچہ اسی وقت وہاں بیٹھے بیٹھے آپ کا اس لڑکی سے عقد کردیا۔ پھر آپ کو مکان کے اندر جانے کی اجازت دی جب آپ وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک نہایت حسین وجمیل لڑکی سروقد کھڑی ہے آپ نے اسکو دیکھا اور واپس آنے لگے، لڑکی نے کہا جاتے کہاں ہو؟ میں ہی تو تمہاری بیوی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بیوی کے متعلق تو بتایا گیا ہے کہ وہ اندھی اور گنجی، بہری اور لنجی اور لنگڑی ہے۔ عبداللہ صومعی بھی باہر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہوں نے فوراً آکر فرمایا بیٹا! میری مراد بیٹی کے اندھی ہونے سے یہ ہے کہ جب سے بالغ ہوئی ہے اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی اور اس کے گنجے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے بالوں کو کسی نامحرم نے نہیں دیکھا اور اس کے بہری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کسی نامحرم مرد کی آواز اس کے کان میں نہیں آئی اور اس کے لنجی ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ اب تک سوائے تمہارے اس کے ہاتھوں نے کسی مرد کو نہیں چھوا اور اس کے لنگڑی ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے پاؤں آج تک کسی نامحرم مرد کی طرف نہیں چلے۔ اس کے بعد آپ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر گیلان میں آئے اور اسی نیک بیوی سے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷ ۴ ھ کو یکم رمضان المبارک پیدا ہوئے۔

آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے ؎

نزولش درجهاں بخود عاشق

آپ کی تاریخ وفات اس مصرعہ سے ؎

سفرِ افتاد اندر دام معشوق

بعض نے قطعہ تاریخ یوں کہا ہے ؎

سلطان عصر شاہ زماں قطب اولیاء　　آمد وفات او زقیامت علامتے
تاریخ سال و وقت وفاتش خواستم　　آزراوی حدیث بگفتا قیامتے

آپ کی وفات ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں ہوئی۔

زمانہ شیر خوارگی

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف کی یکم کو پیدا ہوئے اور اخیر رمضان تک بلکہ ایامِ شیر خوارگی میں جتنی مرتبہ رمضان المبارک آیا آپ کی عادتِ کریمہ یہی رہی کہ سحری کے وقت شیر مادر نوش فرمالیتے اور پھر سارا دن نہ پیتے جب سورج غروب ہوتا تو پینے کی خواہش ظاہر فرماتے، یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ شیر خوارگی میں بھی روزہ رکھا ورنہ عادت سے بعید ہے کہ کوئی بچہ اس زمانہ میں روزہ رکھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اُنتیس رمضان المبارک کو مطلع غبار آلود تھا چاند نظر نہ آیا۔ صبح کو لوگ آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس دریافت کرنے کیلئے گئے کہ آپ کے صاحبزادے نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں پیا۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج روزہ ہے عید نہیں ہے۔

تعلیم

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی طبیعت اور ذہن رسا کو دیکھ کر پوری توجہ سے تعلیم دینا شروع کی لیکن عمر نے وفا نہ کی آپ یتیم رہ گئے اس عرصہ میں آپ نے چند درسی کتب اور تھوڑا سا قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی، تھوڑے ہی عرصے میں آپ نے رسمی علم پر کافی عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد کے حالات ابھی گزرے ہیں۔

سوال- 30 تا 34......غوث اعظم کی جوانی اور شادی کے حالات بتاؤ۔ جناب فیض احمد اُویسی صاحب آپ بھی اُویسی ہیں؟ کیا غوث پاک بھی اُویسی تھے؟ غوثِ پاک کا ذریعہ معاش کیا تھا اور کاروبار کیا تھا؟ غوثِ اعظم کی اولاد کتنی تھی، کون سی تھی اور کیا کمالات تھے؟ غوث پاک کی اہلیہ کون تھی اور کتنی تھیں؟

جواب......ازدواجی زندگی، ازواج واولاد کی تفصیل ملاحظ ہو:۔

نکاح سرورِکونین، محبوب ربّ المشرقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ ہے۔ ارشادگرامی ہے: النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني شریعتِ مقدسہ نے بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت دی ہے چنانچہ محبوبِ سبحانی علیہ الرحمۃ نے ایک عرصے تک اس خیال سے شادی نہ فرمائی کہ شادی شاید عبادت وریاضت میں مخل ہو مگر بعدہ آپ نے مختلف اوقات میں چار شادیاں فرمائیں۔ آپ کی ازدواجی زندگی کے سلسلے میں شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف **عوارف المعارف** میں لکھا ہے کہ حصولِ علم کی مصروفیات اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شادی کرنے میں عجلت نہیں فرمائی اور اس خیال سے شادی نہ کی کہ ممکن ہے کہ گھریلو ذمہ داریاں اور مصروفیات زہد وریاضت اور درس وتدریس میں مخل ثابت ہوں لیکن بعد میں یہ خطرہ دُور ہوگیا تو آپ نے وقت اور حالات کے تقاضا کے مطابق مختلف اوقات میں چار شادیاں فرمائیں۔ چنانچہ آپ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد کے بارے میں تو سب مورخین ومحققین متفق ہیں مگر تعدادِ اولاد میں مختلف الرائے ہیں نیز آپ کی چاروں ازواج سے اولاد پیدا ہوئی آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ کے صاحبزادگان اولیاءاللہ بنے۔

ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی

١......سیّدہ بی بی مدینہ بنت سیّد میر محمد علی علیہ الرحمۃ

٢......سیّدہ بی بی صادقہ بنت سیّد محمد شفیع علیہ الرحمۃ

٣......سیّدہ بی بی مومنہ

٤......سیّدہ بی بی محبوبہ (رحمة الله عليهن اجمعين)

اولاد اطہار

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعدادِ اولاد میں تذکرہ نگار مختلف الرائے ہیں۔ صاحبِ قلائد الجواہر نے شیخ ابن نجار کی تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق کے بیان کے مطابق آپ کے ہاں اُنچاس بچے ہوئے۔ جن میں بیس لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں۔ (فوات الوفیات جز ثانی صفحہ ۳)

آپ کی اولادِ نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:۔

نام	سن ولادت	سن وفات	جائے دفن
شیخ عبدالوہاب	شعبان ۵۲۲ھ	۲۵ شوال ۵۹۳ھ	بغداد۔مقبرہ حلبہ
شیخ عیسیٰ	☆	۱۲ رمضان ۵۷۳ھ	قرافہ مصر
شیخ عبدالعزیز	شوال ۵۳۲ھ	۱۸ ربیع الاوّل ۶۰۲ھ	جبال
شیخ جبار	☆	۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ	بغداد۔حلبہ
شیخ عبدالرزاق	۱۸ ذی القعدہ ۵۲۸ھ	۶ شوال ۶۰۳ھ	بغداد۔باب حرب
شیخ محمد	☆	۲۵ ذی القعدہ ۶۰۰ھ	بغداد۔حلبہ
شیخ عبداللہ	۵۰۸ھ	۱۷ صفر ۵۸۹ھ	بغداد
شیخ یحییٰ	۵۰۵ھ	۶۰۰ھ	بغداد۔حلبہ
شیخ موسیٰ	ربیع الاوّل ۵۷۹ھ	جمادی الآخر ۶۰۰ھ	قاسیون
شیخ ابراہیم	......	جمادی الآخر ۵۹۲ھ ۶۰۰ھ	واسط

ہاں صوفیانہ اصطلاح کے مطابق حضور محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُویسی ہیں اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے الگ ہے جسے سلسلہ اویسیہ کہتے ہیں۔ اصطلاح صوفیاء میں اُویسی عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت براہِ راست بارگاہِ ربّ العزت سے فیض حاصل کر رہا ہو یا کرنے کے قابل ہو جائے یا کسی ایسے پیر کامل سے فیض یاب ہوا ہو جسے درمیانی واسطوں کے بغیر ولایت مل گئی ہو اور اس کی تصریح کتب اسلاف میں بھی ملتی ہو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ان خداداد کمالات کا بطورِ تحدیثِ نعمت قصیدۂ غوثیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ بھی ہمعات میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:

(ترجمہ) حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل نسبت نسبتِ اُویسیہ ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات بایں معنی شامل ہیں کہ یہ شخص ذاتِ الٰہیہ کی ذال کے نقطے کی طرح شخص اکبر میں ارواح کاملہ وملاءِ اعلیٰ کے نفوس فلکیہ کی محبت میں محبوب ومراد بن جاتا ہے اس اور مقام محبوبیت کے ذریعے اس کے ارادہ توجہ کے بغیر تجلیاتِ الٰہی میں سے وہ تجلی جو الابداع خلق تدبیر وتدلی کی جامع ہے اس پر ظہور کرتا ہے۔ جن کی انتہا نہیں جس کے باعث ایسے اُنس و برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ گویا انتظامی اُمور کائنات خود بخود ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے اسی وجہ سے غوثِ اعظم نے کلمات فخریہ فرمائے ہیں اور ان سے تسخیر عالم کا ہوا ہے۔ (ہمعہ ۱۶)

اس کی تائید قرب نوافل کی حدیثِ قدسی: كنت له سمعا وبصرا ويدا ولسانا بي يا خذوبي يبطش وبي يمشي سے بھی ہوتی ہے جس کا مطلب ہے کہ جب سالک اپنی صفات وذات کو مٹا کر فنا فی الصفت والذات حق تعالیٰ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی ذات وصفات سے متصف وباقی ہو جاتا ہے حق تعالیٰ ہی اس کے کان، آنکھ، ہاتھ، زبان بن جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی وہ پکڑتا، حملہ کرتا اور چلتا پھرتا ہے۔ یعنی ہر لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات وطاقتوں کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں متصرف ہوتا ہے۔ اسی روحانی تصرفات کی برکت ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض وبرکات کے اثرات تا حال موجود ہیں اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو۔

بغداد کا دولہا

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ورودِ بغداد کے ساتھ ہی روحانیت کا کچھ ایسا معنوی دور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند علماء اور امراء میں روحانی انقلاب نمودار ہونا شروع ہوگیا۔ لوگ دین کی طرف زیادہ راغب ہوگئے۔علماء جو ذات کیلئے باہم دست وگریبان رہتے تھے عبادات وریاضت میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ جن کا ظاہری طور پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفادہ ثابت نہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوریٔ بغداد کے وقت صدارت نظامیاں پر متمکن تھے اور علمی شان وشوکت کے ساتھ ریشمی چغے اور عبائیں زیب تن کرکے نظامیاں بغداد کی صدارت پر جلوہ گر ہوا کرتے تھے۔حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محض تشریف آوری کے روحانی اثر سے ظاہری وجاہت ترک کرکے طریقت وسلوک کی طرف متوجہ ہوگئے اور بقیہ عمر مروجہ دہریت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

فساد ختم

شیعہ، سنّی اور حنبلی اشعری تنازعات ختم ہوگئے۔سلجوقیوں کی خانہ جنگی بھی جس میں مسلمانوں کا بیشمار اتلافِ جان ہو رہا تھا بتدریج بند ہوگئی۔

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصتات شات پر تشریف فرما ہوتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء وشاگرد مشرق ومغرب میں پھیل گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کے مطابق تبلیغ واحیائے دین کے مبارک مشن کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر ملک میں عوام وخواص اللہ رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپ کی ذاتِ گرامی کا پیرانِ پیر غوث الاعظم کے القابِ گرامی سے چاردانگ عالم میں شہرہ ہوگیا۔

فیض عام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک دور میں عراق وعرب متذکرہ بالا اصلاحی صورت میں آپ کے ساتھ آپ کے خلیفہ حضرت عبدالقاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد ان کے بھتیجے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کے مساعی جمیلہ کو بھی دخل تھا۔

فیض یافتگان

اندلس میں حضرت عمار بن یاسر علیہ الرحمۃ اندلسی جو حضرت عبدالقاہر متذکرہ صدر کے خلیفہ تھے اور حضرت ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغربی وحضرت شیخ محی الدین علیہ الرحمۃ ابن عربی کے ارشاد وتبلیغ اور کشف وکرامت کے باعث موحدین کی سلطنت معرض وجود میں آئی جس کی وجہ سے اس نواح میں آئندہ کئی صد سالوں کیلئے اسلام کو استحکام نصیب ہوگیا۔حضرت عمار بن یاسر علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت نجم الدین کبریٰ تھے۔جن کے سلسلۂ ارادت سے حضرت شمس الدین تبریزی علیہ الرحمۃ، شیخ بہاؤالدین (والد حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ) اور مولانا فخرالدین رازی جیسے سرآمد روزگار ظاہر ہوئے۔

سوال- 35 - 36.....غوث پاک کا نسب نامہ کیا تھا؟ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کو گیارہویں والے پیر اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گیارہویں پشت میں ہیں؟

جواب.....آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں:۔

پدری نسب نامہ

والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب یوں ہے:۔

سیّدنا محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابی عبداللہ بن سید یحیٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سیدنا امیر المومنین امام حسن بن سیدنا امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

مادری نسب نامہ

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے:۔

سیدتنا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی الزاہد بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد بن سید علی الرضا بن سید موسیٰ الکاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امیر المومنین امام حسین بن اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

سید و عالی نسب در اولیاء نور چشم مرتضیٰ و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نوٹ.....اگرچہ حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ کو گیارہویں والا کہنے کا سبب مذکور ہو چکا ہے اور جو سوال میں مذکور ہے وہ بھی ہو سکتا ہے اوپر نسب نامہ پدری ملاحظہ ہو۔

سوال-37......غوثِ اعظم نے پیری مریدی کب شروع کی؟

جواب......ہاں فراغتِ علمی کے بعد آپ نے مسند روحانیت کو رونق بخشی۔ آپ کو خرقہ خلافت شیخ ابو سعید بن علی مخزومی علیہ الرحمۃ سے ملا۔ (نزہۃ الخاطر ملا علی قاری)

سوال-38......کیا غوث پاک کا لنگر چلتا تھا؟

جواب......خوب چلتا تھا بلکہ اب بھی لنگرِ غوثیہ خوب چلتا ہے۔ فقیر کو دو بار بغداد شریف حاضری نصیب ہوئی مزار شریف کے شمالی جانب لنگر خانہ ہے۔ دُنبہ، بکرے، گائے کا گوشت اور چاول کی کھیر عام ہے۔ 'آئے جس کا جی چاہے'

سوال-39......کیا کبھی آپ نے میلاد شریف منایا؟

جواب......ہاں میلاد شریف خوب ہوتا اسی دن کی خیراتِ عام دور تک مشہور تھی۔

سوال-40......غوث پاک کا خطاب کیسا ہوتا تھا؟

جواب......سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وعظ میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کی مادری زبان اگرچہ فارسی تھی لیکن آپ عربی میں بھی بہترین تقریر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ بغداد کے لوگوں کی زبان عربی ہے۔ مغل شہزادہ دارا شکوہ اپنی مشہور تصنیف سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے، جب آپ تقریر فرماتے تو عوام کے ساتھ علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین، مؤرخین گھوڑوں اور دیگر سواریوں پر سوار ہو کر آتے۔ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہوتا، ان کے آنے کی وجہ سے مدرسہ مسجد میں جگہ نہ رہتی، بغداد کی عیدگاہ میں انتظام ہونے لگا اور صحن کھچا کھچ بھر جاتا۔ اس کی مزید تفصیل آئے گی۔

مجالس وعظ

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے میں تین بار مجلس وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم وحکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوا تھا لوگوں پر وجدانی کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بعض بے ہوش ہوجاتے تھے، کئی مرتبہ لوگ حالتِ بے ہوشی واصل بحق ہوجاتے۔ آپ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور ارواح طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز دُور ونزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے اور آپ سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہم عصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی اور شیخ عدی بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرہ سے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواعظ سنا کرتے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب بھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سر مو فرق نہ پایا جاتا۔

سوال-41......کیا غوثِ پاک دل کی باتیں بتا دیتے تھے؟

جواب...... شیخ ابوالبقاء العقبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس اجتماع کا کلام سنتے چلیں اس سے پہلے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ وعظ فرما رہے تھے آپ نے اپنا کلام چھوڑ کر فرمایا اے آنکھوں اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کریگا۔ آپ کا یہ فرمان سن کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور آپ کے منبر کے قریب جا کر عرض کیا کہ مجھے خرقہ پہنائیں چنانچہ آپ نے خرقہ پہنایا اور فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کی مجھے اطلاعات نہ فرماتا تو تم گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر، صفحہ ۵۶)

عبداللہ ذیال علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ حضرت اپنے دولت خانہ سے اپنا عصا مبارک لئے ہوئے تشریف لائے تو میرے دل میں اس وقت خیال آیا کہ آپ اس عصا مبارک سے کوئی کرامت دکھلائیں تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور عصا مبارک زمین میں گھاڑ دیا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور گھنٹہ بھر چمکتا رہا۔ اس کی روشنی آسمان کی طرف جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے وہ جگہ نورٌ علیٰ نور ہوگئی پھر آپ نے ایک گھنٹے کے بعد عصا مبارک کو نکال لیا تو وہ پھر اپنی پہلی ہیئت پر آگیا۔ بعد ازیں آپ نے ارشاد فرمایا، اے ذیال! تم اسی چیز کے خواہش مند تھے۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۷۷۔ قلائد الجواہر، صفحہ ۲۶)

کسی نے کیا خوب فرمایا ؎

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں | عیاں تم پہ سب بیش و کم غوثِ اعظم

دلوں پر قبضہ

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے دن جامع مسجد کو جا رہا تھا اس دن کسی شخص نے آپ کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی سلام کیا میں نے دل میں سوچا کہ عجیب بات ہے اس سے قبل ہر جمعۃ المبارک کو ہم بڑی مشکل سے ملنے والے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد تک پہنچا کرتے تھے۔ دل میں یہ خیال گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور لوگوں نے آپ کو سلام کرنا شروع کر دیا اور اس قدر ہجوم ہو گیا کہ میرے اور شیخ کے درمیان لوگ حائل ہو گئے پھر میں نے اپنے دل میں ہی کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا تو حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ بات تم نے خود ہی چاہی تھی تم کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان کو پھیر دوں اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ (نفحات الانس فارسی:۱۲۲،۳۶۱۔ بہجۃ الاسرار:۶،۷۔ نزہۃ الخاطر الفاتر:۶۳،۶۴۔ قلائد الجواہر:۶۸۔ تحفہ قادریہ:۷۷)

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

حال تو داند یک یک موبمو زانکہ پر ہستند از اسرار ھو

خیانت کا علم

ابوبکر التیمی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ابتدائی عمر میں شتربانی کا کام کرتا تھا مکہ مکرمہ جاتے ہوئے ایک شخص کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا اس شخص کو جب یہ احساس ہوا کہ وہ عنقریب مر جائے گا تو اس نے مجھے ایک چادر دی اور دس دینار دے کر فرمایا کہ یہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا اور عرض کرنا کہ حضور میری طرف نظر کرم فرمائیں۔ وصیت کرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا واپسی پر جب بغداد شریف آیا تو طمع اور لالچ میں پھنس گیا اور یہ خیال ہوا کہ ان چیزوں کی کسی کو کیا خبر اور وہ دس دینار اور چادر اپنے پاس ہی رکھ لئے۔ ایک روز میں کہیں جا رہا تھا کہ حضرت سے ملاقات ہو گئی میں نے سلام عرض کیا مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا، تم نے دس دینار کیلئے بھی خدا کا خوف نہیں کیا اور اس عجمی (غوثِ پاک) کی امانت رکھ لی ہے اور اسکے پاس آمد و رفت ترک کر دی ہے۔ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو فوراً گھر جا کر وہ چادر اور دینار لا کر پیش کر دیے۔ (قلائد الجواہر، صفحہ ۵۸)

بے وضو کو انتباہ

ابوالفرح ابن الہمامی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد شریف کے محلے باب الازج جانے کی ضرورت درپیش آئی وہاں سے واپسی پر حضرت قطب فردانی غوث صمدانی کے مدرسہ کے قریب سے گزر ہوا تو عصر کی نماز کا وقت تھا اور وہاں تکبیر کہی جارہی تھی مجھے خیال آیا کہ میں یہاں نماز ادا کرلیتا ہوں اور ساتھ ہی حضرت کو سلام بھی عرض کرلوں گا جلدی میں مجھے بے وضو ہونے کا خیال نہ رہا اور اسی طرح جماعت سے مل گیا حضرت جب فارغ ہوئے تو آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا، اے فرزند من تمہیں نسیان بہت غالب ہے تم نے اس وقت سہو وبے وضو نماز پڑھ لی ہے۔ آپ کے فرمان سے متعجب ہوا کیونکہ آپ کو میرے مخفی حال کا علم تھا اور اس سے مجھے خبردار فرمایا۔ (قلائدالجواہر، صفحہ ۳۰ سطر ۴ تا ۹)

دل کی خواہش

شیخ ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن قزعلی الترکی سبط ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مظفر نامی بزرگ جو اہل الجرمیۃ میں سے تھے انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا کہ گرمیوں کے دنوں میں آپ کے مدرسے کی چھت پر چڑھ گیا اور وہاں ایک طرف کمرہ تھا جس میں آپ تشریف فرماتے تھے آپ کے کمرے میں ایک چھوٹا دریچہ تھا جب میں اس کمرے میں حاضر ہوا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کھجور کے چار پانچ دانے ملیں تو میں کھاؤں۔ یہ خواہش دل میں پیدا ہوئی ہی تھی کہ آپ نے الماری کا دریچہ کھولا اور اس سے کھجور کے پانچ دانے نکال کر عنایت فرمائے۔ (قلائدالجواہر، صفحہ ۶۷)

آنے والا حال

ابوالمجر حامد الحرانی الخطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا مصلی بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا، اے حامد! تم بادشاہوں کی بساط (دسترخوان) پر بیٹھو گے۔ جب حران واپس آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کر دیا تو اس وقت حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔ (قلائد الجواہر، صفحہ ۳۳)

حال تو دانند یک یک موبمو — زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

بلکہ پیش از دن تو سالہا — دیدہ باشندت بچندیں حالہا

تیرے ایک ایک حال کے بال بال کو جانتے ہیں اس لئے کہ وہ اسرار ہُو سے پُر ہیں

بلکہ تیری پیدائش سے سالہا پہلے تجھے ایسے حالات میں انہوں نے دیکھ لیا تھا۔

فائدہ...... اس کی اصل وجہ وہی ہے کہ انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے ایسے کمالات سے مزین ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان علمی کا اظہار قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین علیہ الرحمۃ قصیدہ مبارکہ میں اس طرح فرماتے ہیں، آپ اللہ کی بارگاہ میں مقرب تھے اور آپ پر علم غیب سے پوشیدہ اسرار اور راز ظاہر ہوتے تھے۔

﴿ یہ صفت تو اللہ تعالیٰ کی ہے تم نے اولیاء بالخصوص شیخ عبدالقادر کیلئے ثابت کردی؟ ﴾

اوپر عرض کیا گیا ہے انبیاء و اولیاء کا علم اللہ کی عطا ہے اسی لئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا فراسة المومن فانه وينظر بنور الله (ترمذی شریف، ج ۲ ص ۱۴۰)

مومن کی فراست سے ڈرو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اور امام المحدثین علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، پاک اور صاف نفوس جب بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کرتے ہوئے ملاءِ اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں رہتا اس لئے وہ تمام اشیاء کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے وہ سامنے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، ج ۲ ص ۶)

صرف اس مسئلہ کی توضیح میں فقیر نے رسالہ لکھا ہے 'فیض الغفور فی علم ما فی الصدور'۔

سوال-42- ......کیا آپ نے کسی غیر مسلم کو مسلمان کیا؟

جواب...... حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نجی محفلوں کے علاوہ مجلس وعظ میں سینکڑوں غیر مسلم اسلام قبول کر لیتے۔

آپ نے تقریر میں کمال حاصل ہونے کا واقعہ خود بیان کیا۔

521ھ میں شوال کو منگل کے دن میں سو رہا تھا کہ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، عبدالقادر! تم تقریر کیا کرو تا کہ میرے دین کی اور زیادہ تبلیغ ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری زبان فارسی ہے بغداد کے لوگوں کے سامنے عربی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لعاب کے سات قطرے میرے منہ میں ڈالے اور سات مرتبہ یہ آیت پڑھ کر میرے اوپر پھونکی۔ (ترجمہ) اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت اور بہترین موعظمت سے بلاؤ۔

حضرت عبدالقادر نے فرمایا، دوسرے دن میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا انہوں نے فرمایا اے عبدالقادر! تقریر کیا کرو۔ میں نے ان سے بھی یہی عرض کیا کہ میری زبان فارسی ہے اور بغداد کے لوگ عربی بولتے ہیں ان کے سامنے عربی بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے لعاب کے چھ قطرے میرے منہ میں ڈالے اور وہی آیت پڑھ کر میرے اوپر پھونکی اسی دن میں ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو لوگ مجھ سے تقریر کہنے کیلئے کہنے لگے۔ میں نے بہت منع کیا لیکن نہ مانے آخر میں منبر پر بیٹھا اور تقریر شروع کر دی میری اس تقریر کی شہرت سارے بغداد میں ہوئی اور مجھے تقریر کرنے کا شوق ہو گیا اور چند ہی دِن میں تقریر سننے کیلئے لوگ جمع ہونے لگے اور اتنا مجمع ہونے لگا کہ مسجد میں جگہ نہ رہتی تھی تو بغداد کی عیدگاہ میں انتظام ہونے لگا اور تقریروں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا سامعین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی آپ جب تقریر کیا کرتے تھے تو لوگ اتنے غور سے سنتے تھے کہ ان کو یہ خیال بھی نہ رہتا تھا کہ کتنا وقت گزر گیا آپ کی زبان میں اتنا اثر تھا کہ جب آپ جنت کا اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرتے تھے تو لوگوں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگتے تھے اور جب دوزخ کے اور اس کے سخت عذاب کا ذکر کرتے تو لوگ ڈرتے اور ان کے چہرے پیلے پڑ جاتے کبھی کبھی لوگ بے ہوش تک ہو جاتے اور جب اسلام کی خوبیاں بیان کرتے تھے سینکڑوں غیر مسلم اسلام قبول کر لیتے تھے بہت سے برائیوں سے تائب ہو جاتے تھے وعظ کی تفصیل گزری ہے اور شیخ سید عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور لاکھوں کی تعداد میں فساق و فجار تائب ہوئے۔ (قلائد الجواہر وغیرہ)

سوال-43......کیا آپ نے بیک وقت کئی مقامات پر اپنا آپ دِکھایا؟ یہ کیسے ہوگیا؟

جواب......کاملین اولیاء کا متعدد مقامات پر موجود ہونے کے بیشمار واقعات ہیں اور شرعی اصول پر روا بھی ہے۔ اس موضوع پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا رسالہ 'المنجلی فی تطور الولی' جو آپ کے 'الحاوی للفتاویٰ' میں ہے اس کا ترجمہ فقیر اُویسی غفرلہ نے 'ولی اللہ کی پرواز' کے نام سے شائع کیا ہے اور بار بار شائع ہوا ہے اور مستقل تصنیف 'الانجلاء فی تطور الاولیاء' لکھی ہے یہ بھی مطبوعہ ہے۔ اس دونوں رسالوں کا مطالعہ اس سوال کے جواب کیلئے کافی ہے۔

سوال-44......کیا آپ نے کبھی توحید پر کوئی تقریر فرمائی؟ وہ بتائیں۔

جواب......آپ کی تقریر کے بیان میں گزرا آپ کی تقاریر کے مجموعے الفتح الربانی وغیرہ مطبوعہ ہیں اس میں آپ کی تقاریر توحید وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

سوال-45......کیا آپ کی کوئی تصنیف ہے؟

جواب......آپ کی متعدد تصانیف ہیں جو اکثر مطبوعہ ہیں۔ حضرت طاہر علاؤ الدین علیہ الرحمۃ نے ایک رسالہ 'تذکرہ قادریہ' کے نام سے مرتب کیا ہے انہوں نے اس رسالہ میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سات تصانیف کا ذکر کیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

۱......الفتح الربانی۔ ۱۲۸۱ھ میں مصر میں چھپی ہے۔

۲......حزب بشائر الخیرات۔ اسکندریہ میں چھپی ہے۔

۳......الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔ (مجھے کشف الظنون میں تلاش کے باوجود یہ نام نہیں ملا)۔

٤......سر الاسرار۔ علم تصوف کے بارے میں ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

٥......رد الرافضہ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

٦......تفسیر قرآن کریم دو جلد۔ کتب خانہ رشیدیہ کرام میں طرابلس میں موجود ہے۔

۷......علم ریاضی کے متعلق۔ ۱۲۲ھ کی لکھی ہوئی مگر نا تمام موجود ہے۔

مندرجہ بالا سات کتابوں کے علاوہ علاؤ الدین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے 69 کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

سوال-46......آپ کے مرید کرنے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب......جیسے مسنون طریقہ ہے مرید کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر تقویٰ کی تلقین فرماتے۔

سیدنا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادے سے فرماتے ہیں، میں تجھے اُمورِ ذیل کی وصیت کرتا ہوں:۔

اللہ کا تقویٰ اور اس کی فرمانبرداری ظاہر شریعت کے احکام کی پابندی سینہ کی صفائی حسد، کینہ سے نفس کی جوانمردی چہرہ کی بشاشت عطا کردنی چیز کا دے ڈالنا خلقت کو ایذا نہ برداشت کرنا درویش پیروں کی حرمت نگاہ رکھنا برادران دین سے نیک صحبت رکھنا چھوٹوں کو نصیحت کرنا رفیقوں سے لڑائی ترک کرنا ایثار کا لازم پکڑنا مال ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا اس شخص کی صحبت ترک کرنا جو سالکوں کے زمرہ میں نہ ہو دین و دنیا کے کاموں میں مسلمانوں کی مدد کرنا حقیقی فقر یہ ہے کہ خلقت کا محتاج نہ ہو اور حقیقی تونگری یہ ہے کہ تو خلقت سے بے نیاز ہو۔ تصوف قیل و قال سے نہیں لیا گیا ہے بلکہ بھوک سے اور نفس کی مالوفات و مستحسنات کو ترک کرنے سے فقیر کو علم (مطالبہ احکام) سے ابتدا نہ کر بلکہ نرمی سے ابتدا کر کیونکہ مطالبہ کا کام اس کو متنفر کر دے گا اور نرمی سے اس میں اُنس پیدا ہوگا۔

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام، رضائے اسحاق علیہ السلام، صبر ایوب علیہ السلام، اشارت و مناجات زکریا علیہ السلام، تجرد و تضرع علیہ السلام، صوف موسیٰ علیہ السلام، سیاحتِ عیسیٰ علیہ السلام، فقرِ سیدنا و نبینا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(فتوح الغیب مقالہ ۷۵)

ترتیب اشغال کا یوں ارشاد منقول ہے

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، مومن کو چاہئے کہ پہلے فرائض میں مشغول ہو جب فرائض سے فارغ ہو تو سنتوں میں مشغول ہو پھر عبادت نافلہ میں مشغول ہو پس جب تک کہ فرائض سے فارغ نہ ہو سنتوں میں مشغول ہونا جہالت و رعونت ہے۔ پس اگر فرائض سے پہلے سنتوں اور نوافل میں مشغول ہو تو اس سے قبول نہ کئے جائینگے اور وہ خوار کیا جائے گا پس فرائض کو چھوڑ کر سنت و نوافل ادا کرنے والے کا حال اس مرد کے حال کی مانند ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کیلئے بلائے مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے بلکہ اس امیر کی خدمت میں قیام کرے جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اس کے دست قدرت و تصرف میں ہو آپ کے مریدین کو وصایا کا مستقل باب ہے بعض کو فتوح الغیب میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال-48 - 47......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد کا نام کیا ہے؟ اور سلسلہ کیا تھا؟

جواب......اس کے جوابات گزر چکے ہیں۔

سوال-49......جب آپ مادرزاد ولی تھے تو پھر آپ کو مرشد پکڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب......کیا انبیاء علیہم السلام پیدائشی طور نبی نہ تھے لیکن انہوں نے ظاہری اسباب کے تحت دوسروں سے فیوضات و برکات حاصل کیے۔ سوائے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ آپ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا محتاج نہ بنایا گیا یونہی اولیاء کرام کا حال ہوتا ہے۔

سوال-50......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے سلسلوں میں بیعت فرمائی؟

جواب......حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے ہی ان سلاسل کی ترتیب شروع ہوئی اس سے قبل جس بزرگ کے زیادہ پیروکار ہوتے اسی کے نام کا سلسلہ ہوتا۔ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔

سوال-51......کیا آپ نے مُردوں کو بھی زندہ کیا؟

جواب......حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد مُردے زندہ فرمائے۔ فقیر نے چند ایک کا ذکر بڑھیا کا بیڑا اور غوثِ اعظم کی کرامت میں لکھے ہیں۔

سوال-52...... ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے ایک ایسا ڈوبا ہوا بیڑا ترا دیا جو بارہ سال پہلے غرق ہوگیا تھا؟ عقل نہیں مانتی، سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ تفصیل سے بتاؤ۔

جواب......فقیر کے رسالہ 'بڑھیا کا بیڑا' اور 'غوثِ اعظم کی کرامت' کا مطالعہ کیجئے۔ متعدد بار شائع ہوا ہے اور مطبوعہ ہے عام ملتا ہے۔

سوال-53......حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب......حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا امیر معاویہ، حضرت ابو سفیان اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے نیازمندی کا اظہار فرماتے۔ 'غنیۃ الطالبین' جو آپ کی تصنیف منسوب ہے اس میں آپ نے روافض کا خوب ردّ کیا ہے ویسے علیحدہ تصنیف 'ردّ الروافض' کے نام سے تصنیف مشہور ہے۔

سوال-54...... کچھ بیوقوف علم کے کورے اندر کے اندھے یوں دُر فشانی کرتے ہیں کہ غوثِ اعظم وہابی تھے۔ کیا یہ فی الحقیقت غلط نہیں؟

جواب......اسی سوال پر فقیر نے رسالہ لکھا ہے 'کیا غوثِ اعظم وہابی تھے' یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔

سوال-55......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں تصوف کسے کہتے ہیں؟

جواب......تصوف تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچھونا تھا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد جانے اور دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

سوال-57 - 56......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ کوئی آدمی آج بھی چاہے تو اپنے آپ کو غوثِ پاک کا مرید بنا سکتا ہے۔ کیسے؟

جواب......سلسلہ قادریہ کے کسی کامل بزرگ کی بیعت ہوجاتے ہی سلسلہ قادریہ میں داخلہ ہے۔ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ اگر سچی عقیدت سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید سمجھے تو وہ بھی قیامت میں آپ کے مریدین میں سے ہوگا۔

سوال-58......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے ولیوں کے سردارؒ کے والدین کے اخلاق سیرت کردار پر لکھیں۔

جواب......آپ کے خاندان کا ہر فرد اوپر سے نیچے تک ہمہ آفتاب و مہتاب تھے سلسلہ پدری سے بھی اور سلسلہ مادری سے بھی۔ یہاں صرف آپ کے والدین کے متعلق پڑھیے۔

والد گرامی

آپ کے والد محترم کا نام ابو صالح تھا جن کو ایک مدت کی ریاضت و مجاہدات کے بعد صالحیت کے بلند مقام پر پہنچا کر آپ کو انوار بنایا تھا۔ آپ کی شان اتقاء کا اندازہ لگانے کیلئے حسبِ ذیل واقعہ کافی ہے۔ ایک دفعہ لبِ دریا مستغرق بیٹھے تھے تین دن کی بھوک نے اللہ کی راہ میں سوکھ کر کانٹا ہو جانے والے جسم کو اور بھی زیادہ مضمحل بنا رکھا تھا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مؤاج دریا کی ایک لہر سیب کو بہائے لے جا رہی ہے آپ نے ہاتھ بڑھا کر اسے نکال لیا اور بھوک کے غلبہ نے مجبور کیا کہ اسی کو قوت لا یموت کا ذریعہ بنائیں کھانے کو تو اسے کھا لیا مگر معاً خیال آیا کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا تھا؟ دریا میں کیوں کر گرا اور مجھے اسے نکال لینے کا کیا حق تھا اتقاء و پرہیزگار کے زبردست جذبہ نے سینہ میں جائز و ناجائز کے سوال نے ایک تلاطم پیدا کیا سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سیب ہی عتابِ الٰہی کا سبب بن جائے اور تمام ریاضات بارگاہِ الٰہی میں رائیگاں جائیں مگر انہیں کیا خبر تھی کہ یہ سیب ہی قدرت کی کارسازی کا ایک عجیب نمونہ بننے والا ہے اور آئندہ نسلوں کو سبق دینے والا ہے اور مردان خدا سخت مصیبت و ابتلاء کے وقت بھی اپنے دامن تقدس کو یوں بچایا کرتے ہیں مگر آج وہ مستقیم نگاہیں اور عبرت پذیر دل کہاں ہیں جو اس واقعہ سے سبق لیں۔

خرد نے کہہ دیا لا الٰہ تو کیا حاصل　　　　دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

الغرض آپ نے فیصلہ کیا کہ اس سیب کے مالک کو بلا کر اسے بخشوانا چاہیے اور آپ دریا کے کنارے چل پڑے کئی روز تک سفر کرتے لبِ دریا ایک عظیم الشان اور خوب صورت محل نظر آیا جس سے ملحق ایک وسیع اور پُر فضا باغ تھا اس میں سیب کا ایک بڑا باغ تھا جس میں بکثرت سیب لگے ہوئے تھے اور جس کی شاخیں پھلوں کے بار سے سطحِ آب پر جھکی ہوئی تھیں اور کچھ سیب بھی ٹوٹ ٹوٹ کر دریا میں گر رہے تھے۔ پس منزل مقصود کا پتا پا لیا سمجھے وہ سیب اسی درخت سے ٹوٹ کر بہتا ہوا میرے پاس پہنچا تھا جس کو بخشوانے کیلئے میں نے یہ سفر اختیار کیا ہے باغ کے اندر ان کے پاس پہنچے اور اپنے آنے کا ماجرا عرض کیا۔

یہ سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بڑے پہنچے ہوئے بزرگ اور عارف تھے ماجرا سنتے ہی پہچان لیا کہ یہ شخص کسی فرع کی اصل اور شان پاکبازی میں یکتا ہے۔

عقد نکاح

اپنی فراستِ ایمانی سے سیّد عبداللہ صومعی نے سیّد ابو صالح کو پہچان کر فرمایا جناب آپ نے میرے باغ کا سیب میری اجازت کے بغیر کھایا ہے جس کا کھانا آپ کیلئے حلال نہ تھا اور نہ اب تم میرے معاف کئے بغیر آخرت کے مواخذے سے بچ سکتے ہو اگر تمہیں اسے معاف کرانا ہے تو بارہ برس میری خدمت میں رہو اور اپنی صالحیت کا ثبوت دو۔ سیّد ابو صالح سچے خدا پرست اور متقی تھے معافی کی اہمیت اور اس مطالبہ کی قدر و قیمت کو خوب سمجھتے تھے بلا عذر تیار ہو گئے اور اپنے آپ کو خدمت میں پیش کر دیا اور احتساب اعمال سے بے فکری کو بھی مدنظر رکھیں بارہ برس تک آپ خدمت میں مصروف رہے اس مدت کے منقضی ہونے کے بعد سیّد عبداللہ صومعی نے فرمایا اس شرط کو تم نے نہایت ہی بے جگری کے ساتھ پورا کر دیا مگر ایک خدمت اور ہے اس کے انجام پذیر ہونے کے بعد معاف کر دوں گا اور وہ یہ ہے کہ تم میری لڑکی سے نکاح کر لو اور اس کے بعد دو برس اور رہو مگر اس شرط پر آمادگی سے پہلے یہ بھی سن رکھو کہ میری لڑکی میں چار عیب ہیں: اوّل یہ کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے، دوسرا یہ کہ وہ کانوں سے بہری ہے، تیسرا یہ کہ وہ ہاتھوں سے لنجی ہے اور چوتھا یہ کہ وہ پاؤں سے لنگڑی ہے اس سے تمہیں نکاح کرنا پڑے گا اور اس کے بعد دو سال رہنا پڑے گا اس کے بعد تم آزاد ہو گے جہاں چاہو چلے جانا آپ نے یہ دونوں شرطیں بھی منظور کر لیں اور یہ نکاح ہو گیا۔

حجلہ عروسی میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ جس لڑکی کو عیب دار بتلایا گیا تھا وہ نہ صرف صحیح و تندرست ہے بلکہ ظاہری حسن و جمال کی ایک دل پذیر تصویر ہے جسے دیکھ کر صانع حقیقی کی گلکاریوں سے روح پر وجد طاری ہوتا ہے۔ سیّد ابو صالح کی ایک شان اتقاء اور جذبۂ خدمت تو آپ دیکھ چکے۔ اب ایک دوسری ایمان افروز شان بھی دیکھئے جب آپ نے نئی نویلی شریکِ زندگی کو بتلائے ہوئے حلیہ کے خلاف پایا تو خیال کیا کہ یا تو کوئی دوسری لڑکی آ گئی ہے یا یہ میرا امتحان منظور ہے ادھر اپنے جذبہ ایمان و اتقان کو ٹٹولا اور اس خیال سے قطعی کنارہ کش رہے کہ یہ مبادا کوئی اور لڑکی ہو۔ اس متقیانہ کنارہ کشی کو دوسرے دن سیّد عبداللہ نے بھی اپنی فراست ایمانی سے تاڑ لیا اور کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کے مطابق جو تم سے کہا تھا کہ وہ خلاف نہ تھا وہ عیب اس میں موجود ہیں مگر ان کی حقیقت میں نے تمہیں نہیں بتائی تھی۔ لو اب سنو کہ وہ اس معنی پر اندھی ہے کہ وقتِ پیدائش سے لے کر آج تک کسی نامحرم کو مس نہیں کیا اور وہ لنگڑی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا قدم آج تک غیر حق کی طرف نہیں اُٹھا اور نہ آئندہ تمہارے حکم کے خلاف اُٹھے گا ان مومنانہ توجیہات کو سیّد ابو صالح سن کر دنگ رہ گئے اپنی خوش قسمتی پر مسرت و شادمانی سے جھومنے لگے۔ بھلا جس خوش قسمت اور مقدس پاکباز انسان کو صورت و سیرت کے اعتبار سے ایسی زہرہ جبیں و حور تمثال بیوی بغیر تلاش و جستجو کے ملے اس کی مسرت و شادمانی کا اندازہ کوئی کیا لگا سکتا ہے وہ اپنی قسمت پر جس قدر فخر و ناز کرلے بجا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ

اس مجتمع الصفات وحسنات بزرگ ومحترمہ کا اسم گرامی فاطمہ تھا۔ آپ کی کنیت اُم الخیر اور لقب اُمۃ الجبار تھا جن کی مبارک گود میں قطبِ ربانی غوثِ صمدانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پرورش پا کر اپنے انوار وتجلیات سے جملہ عالم کو منور فرمایا۔

حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے ظاہری وباطنی کمالات آپ سن چکے ہیں ان کا زہد واتقاء جب بچپن ہی میں آسمان عظمت پر تھا تو جوانی اور بڑھاپے میں تو کیوں نہ اس میں چار چاند لگے ہوں گے اور یہ سب نتیجہ تھا ان کے والد محترم حضرت سیّد عبداللہ صومعی کی تعلیم وتربیت کا۔ غوث صمدانی کے نانا یعنی سیّد عبداللہ صومعی بھی صاحبِ کشف وکرام بزرگ تھے۔ آپ کے خوارق وعادات کا دور دور شہرہ تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ قصبہ جیلان کے مشہور مشائخ میں سے تھے بلکہ رئیس اعظم بھی تھے گویا قدرت نے آپ کو دین ودنیا دونوں کی دولتوں سے مالا مال کیا تھا باوجود رئیس ہونے کے آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نفلیں پڑھ کر گزارتے۔ سالہا سال کی عبادت وریاضت نے آپکو مستجاب الدعوات بنا دیا تھا۔ آپ کی زبان سے جو بھی نکل جاتا وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول تھا آپ کے مریدوں کی تعداد بکثرت تھی۔ ایسے صاحبِ تصرف بزرگ کے زیر سایہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محترمہ والدہ حضرت فاطمہ نے پرورش پائی۔

فائدہ..... والدین کے علاوہ جی چاہتا ہے کہ اس خاندان کے ہر ہر فرد کا تعارف کراؤں لیکن یہ مختصر تصنیف اس کی حامل نہیں صرف حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی جان کا مختصر حال ملاحظہ ہو:۔

پھوپھی جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی کا نام عائشہ تھا اور کنیت اُم محمد۔ آپ بھی نہایت پاکباز صاف باطن اور بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں۔ اپنا وقت یادِ الٰہی میں بسر کرتیں اور خدائے ذوالجلال کی حمد وثنا کے گیت گانے میں مگن رہا کرتی تھیں اور اپنی اس عبادت وریاضت کی وجہ سے مرتبہ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔

ایک مرتبہ قصبہ جیلان میں سخت قحط پڑا زمین سخت اور آسمان فولاد کا ہو گیا۔ قحط سالی کی مصیبت سے ہر طرف شور وفریاد برپا تھی۔ نماز استسقاء پڑھی جا رہی تھی اور دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔ جب لوگ اپنی دعاؤں کی بے اثری سے تنگ آ گئے تو حضور غوثِ پاک کی پھوپھی حضرت عائشہ کے پاس آئے اور التجا کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگیں تا کہ لوگ قحط کی مصیبت سے نجات پائیں آپ لوگوں کی استدعا پر اُٹھیں اپنے صحن میں جھاڑو دی اور بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کی، الٰہی تیری لونڈی نے جھاڑو دے دی ہے اب تو اپنے فضل وکرم سے اس میں چھڑکاؤ کر دے۔ یہ الفاظ ساق عرش معلّٰی پر جا پہنچے۔ دیکھتے ہی دیکھتے افق سے گھنگھور گھٹائیں جھوم کر اُٹھیں اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے۔

اس سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام خاندان مطلع انوار اور قوانین اسلامیہ واحکامِ شرعیہ کی تعلیم کا یگانہ درسگاہ تھا۔

سوال-59...... قبلہ اُویسی صاحب آپ فرمائیں کہ وہ آپ کے مؤذن والا واقعہ کیا ہے کہ جس میں وہ ایک دن بارہ سال کا زمانہ گزر گیا۔

جواب...... یہ مجمل سوال تفصیل طلب ہے۔

سوال-60...... ہم نے سنا ہے کہ غوثِ پاک کو روضۂ انور سے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا نورانی ہاتھ باہر نکال کر سلام عطا فرمایا۔ کیا یہ سچ ہے؟

جواب...... تفریح الخاطر میں ہے، بائیسویں منقبت زیارت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کے بیان میں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ آئے اور چالیس روز تک ہاتھ باندھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے یہ دو بیت پڑھتے رہے:

(ترجمہ) میرے گناہ سمندر کی موجوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں بلند پہاڑوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب کریم بخشنے لگے تو یہ مچھر کے پر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔ دوسری مرتبہ تشریف لائے تو حجرۂ مبارک کے قریب جا کر یہ دو بیت پڑھے:۔

(ترجمہ) حالت بعید میں اپنی روح کو (آپ کی خدمت میں) بھیجتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں سو اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔ اسی وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ اقدس نمودار ہوا آپ نے مصافحہ کیا اور چوم کر سر پر رکھا۔

نوٹ...... اس طرح کا واقعہ حضرت سیّد احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے وہ بھی حق ہے لیکن وہ اس واقعہ کے بعد کا ہے۔

سوال-61...... آج کے زمانے میں ایسے ایسے کمالات دِکھانے والے مرشد یا ولی یا پیر لوگ نظر کیوں نہیں آتے؟

جواب...... مادیات کا دور ہے عوام اہل اسلام اس میں پھنس گئے ہیں طلب صادق نہیں رہی، ورنہ اولیاء کرام دنیا میں نہ ہوں تو قیامت قائم ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب تک اللہ اللہ کرنے والے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

سوال-62...... حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ یا کوئی اور بزرگ کے بارے میں ہم نے سنا ہے کہ وہ پیدا ہوئے تو لڑکی تھے۔ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کثرتِ بنات کے معذوری کے اظہار پر آپ نے انہیں لڑکا بنا دیا تھا۔

جواب...... ہاں یہی حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ ہیں جن کا تفصیلی واقعہ فقیر نے 'تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر' میں لکھا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی واقعات ہوئے۔ تبرکاً ایک یہاں عرض کرتا ہوں:۔

منتخب جواہر العقائد میں ہے کہ ایک دن ایک عورت حضرت سیّدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بندہ نواز! دعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے تو آپ نے مراقبہ فرما کر لوحِ محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دو بیٹوں کی دعا کی تو آپ کو ندا آئی اس کیلئے لوح محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں آپ نے تین بیٹوں کیلئے عرض کیا تو وہی جواب ملا آپ نے پھر چار بیٹوں کا سوال کیا پھر وہی جواب ملا آپ نے پانچ بیٹوں کیلئے سوال کیا تو پھر پہلے جیسا جواب ملا آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کیا تو پھر وہی جواب ملا آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا تو ندا آئی اے غوث! اتنا ہی کافی ہے اور یہ بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔ (تفریح الخاطر، صفحہ ۴۲)

سوال-63...... ہر شخص کے دل میں غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کا نقش قائم ہے۔ کئی صدیوں سے یہ عقیدت کس وجہ سے ہے؟

جواب...... اسکا موجب وہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت ولی اللہ سے ظاہر کر کے پھر جبریل علیہ السلام کے ذریعے تمام آسمانوں و زمینوں میں اس سے محبت کا اعلان فرماتا ہے چونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیروں کے پیر ہیں اسی لئے ان کی محبت و عقیدت تمام اولیاء سے عوام و خواص میں زیادہ رکھی گئی ہے۔

سوال - 65 - 64......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے آخری ایام کیسے تھے؟ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ وصال کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب......اس میں تفصیل ہے لیکن فقیر اجمالاً عرض کرتا ہے:۔

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۹۱ سال کی عمر شریف میں ربیع الثانی کی سترہ یا گیارہ یا نو تاریخ کو ۵۶۱ھ میں ہوا۔ آپ نے آخری وقت میں اپنے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت حاضر تھے وصیت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑنا کسی شخص سے بجز اللہ تعالیٰ کے خوف و اُمید نہ رکھنا، اپنی ساری حاجتوں کو اللہ کے سپرد کرنا اور اسی سے مانگنا، اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا اور توحید کو لازم پکڑنا۔ آپ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا بعدازاں آپ نے اپنی اولاد کو جو آپکے اردگرد بیٹھی ہوئی تھی کہ کھڑے ہوجاؤ اور جگہ دو اور ان کا ادب بجالاؤ یہاں رحمت کی بارش ہورہی ہے اور ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو اور آپ فرماتے تھے 'وعلیک السلام ورحمۃ اللہ' ایک رات اور ایک دن آپ یہ فرماتے رہے میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔

آپ کا مزار شریف مدرسہ کے باب الازج میں واقع ہے جہاں شب و روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوکر فیض یاب ہورہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

سوال-66......کیا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلالی بزرگ تھے؟

جواب......ہر ولی کامل جامع الجمال والجلال ہوتا ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو یہ دونوں صفات بطریق اتم واکمل تھیں ہاں اللہ تعالیٰ آپ کی گستاخی پر سخت سے سخت گرفت فرماتا ہے۔

تفریح الخاطر میں ہے کہ آپ کے ابتدائی دور میں جو آپ کا نام بغیر طہارت کے لیتا تھا ہلاک ہوجاتا۔ یہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت جمالی کی دلیل ہے کہ آپ نے اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شفقت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معاف کرادیا۔

سوال-67......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چور کو قطب کیسے بنا دیا؟

جواب...... ہاں یہ کرامتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بہت مشہور ہے۔ بچپن ہی سے یہ سلسلہ جاری ہوا ڈاکوؤں کی کہانی سب کو معلوم ہے۔ اس وقت جتنے ڈاکو مسلمان ہوئے سب کے سب اولیاء کاملین رحمہم اللہ ہی تو تھے جن کی ولایت وکرامات کی عرب میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ دیگر متعدد واقعات ہیں جو فقیر نے شرح حدائق جلد اوّل میں لکھے ہیں۔

سوال-68......شکستہ قبروں پر غور کر کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب......اس کا مطلب ظاہر ہے کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

سوال-69......ہم گیارہویں کیوں مناتے ہیں؟ گیارہویں کا جلوس کیونکر نکالا جاتا ہے؟

جواب...... گیارہویں کے جوابات گزر چکے ہیں بعض مقامات پر جلوس نکالا جاتا ہے تو وہ تذکیر (یاد دلانے) کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وذکرھم بایام اللہ اللہ تعالیٰ کے بڑے دن یاد دلایئے۔

مزید تفصیل فقیر کے رسالہ 'بارہ ربیع الاوّل کے جلوس' میں پڑھئے۔

سوال-70......ابن سقا کا واقعہ کیا ہے؟

جواب......ابن سقا کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ معتبر و مستند کتب مثلاً فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

واقعہ ابن سقا و غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوسعید عبداللہ محمد بن ہبۃ اللہ تمیمی شافعی نے ۵۸۰ھ میں جامع دِمشق میں بیان کیا کہ میں جوانی میں تحصیل علوم کے لئے بغداد گیا۔ وہاں مدرسۂ نظامیہ میں ابن سقا میرا رفیق تھا۔ ہم عبادت کیا کرتے تھے اور صالحین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان دِنوں میں بغداد میں ایک شخص تھا جسے غوث کہا کرتے تھے اس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ جب چاہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہے غائب ہو جاتا ہے۔ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں تعلیم پاتے تھے۔ ایک روز ہم تینوں اس غوث کی زیارت کیلئے گئے راستے میں ابن السقاء نے کہا میں اس غوث سے آج ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے (معاذ اللہ) میں تو کوئی سوال نہ کروں گا بلکہ ان کی مجلس سے فیض حاصل کروں گا۔

جب یہ حضرات محفل میں پہنچے تو وہ بزرگ وہاں موجود نہ تھے تھوڑی دیر کے بعد انہیں وہاں بیٹھا پایا انہوں نے ابن سقا کو قہر آلود نظر سے دیکھ کر فرمایا ابن سقا تو کہتا ہے کہ تیرے سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔ کان کھول کر سنو میں جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اسکا جواب یہ ہے تیری بے ادبی کے سبب تجھ پر دنیا تیرے کانوں کی لو تک گرے گی۔ پھر اس نے سیّدنا عبدالقادر کی طرف نگاہ کی۔ اسے اپنے پاس بٹھایا اور عزت کی اور فرمایا اے عبدالقادر تو نے اپنے ادب سے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو متوجہ کر لیا، میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں مجمع میں کرسی پر بیٹھا ہوا وعظ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے میں گویا تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیری عظمت کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں ہیں۔ یہ کہہ کر وہ غوث اسی وقت ہم سے غائب ہو گیا اور ہم نے پھر اسے نہیں دیکھا۔ مگر اس کے ارشاد کے مطابق سیّدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قربِ الٰہی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور عوام جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے اور اعلان قدمی الخ ان سے سنا گیا اور تمام اولیاء نے ان کے سامنے سر جھکایا (انہیں میں یہی غوث وقت بھی شامل ہیں)۔ ابن سقا علوم شرعیہ میں ایسا مستغرق ہوا کہ وقت کے علماء اس کی قابلیت کا لوہا ماننے لگے اور علم مناظرہ میں اس قدر حاوی تھا کہ اپنے مدمقابل کو ساکت کر دیتا ساتھ ہی فصاحت میں مشہور زمانہ تھا۔

عباسی خلیفہ نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا اسے شاہ روم کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ شاہی دربار میں نصاریٰ کے علماء کو ایک مناظرے میں ساکت کر دیا۔ بادشاہ کے دل میں اس کی قدر بڑھ گئی ایک دن بادشاہ کی لڑکی کو دل دے بیٹھا اور بادشاہ کو نکاح کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے کہا عیسائیت قبول کر لو۔ اس نے اسلام سے انحراف کر کے عیسائیت قبول کر لی۔

سوال-71......آپ کے علوم وفضل کا شیطان نے اقرار کیا آپ نے فرمایا کہ سب اللہ کا فضل ہے۔ یہ کیا واقعہ ہے؟ اس کا حوالہ۔

جواب...... ہاں یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں ہے آپ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سیّدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے میں ایک سیاحت میں جنگل کی طرف نکلا مجھے کئی روز پانی نہ ملا اس لئے سخت پیاس محسوس ہورہی تھی ایک بادل نے مجھ پر سایہ ڈالا اس میں سے تری جیسی ایک چیز مجھ پر اتری جس سے میں سیراب ہوگیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے کنارۂ آسمان روشن ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی جس نے مجھے یوں پکارا اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں، میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردیں۔ یہ سن کر میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اے لعین! دور ہو۔ اتنے میں وہ روشنی تاریکی ہوگئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ پھر اس نے مجھ سے یوں خطاب کیا اے عبدالقادر! تو مجھ سے بحکم الٰہی اپنے علم کی بدولت اور اپنے منازلات کے احوال کی واقفیت کے سبب بچ گیا میں نے اس طرح کے واقعہ سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا ہے اس پر میں نے کہا یہ میرے ربّ کا فضل واحسان ہے۔

شیخ ابونصر کا بیان ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس طرح جان لیا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے اس قول (میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردیں) سے۔ (بہجہ صفحہ ۱۲۰)

انتباہ......اس سے ان جاہل پیروں کو انتباہ ہے کہ جب پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرعی اُمور سے مستثنیٰ نہیں تو پھر تم کیسے مریدوں کو دھوکہ دیتے ہو کہ ہم شرعی قیدوں سے آزاد ہیں یہ تمہارا شیطانی دھوکہ ہے۔

سوال-72-......آپ کے بچپن میں سچ بولنے کی برکت سے اللہ نے ڈاکوؤں کو ان کے پیشے سے توبہ کروادی کیا یہ سچ ہے؟ واقعہ کیا ہوا تھا؟

جواب...... یہ واقعہ بڑا مشہور ہے تمام کتابوں میں درج ہے جو آپ کے حالات پر مشتمل ہیں کہ جیلان سے ایک قافلہ بغداد کو جا رہا تھا والدہ محترمہ نے آپ کو اس قافلے کے ساتھ روانہ کرتے ہوئے خدا حافظ کہا راستے میں اکثر لٹیرے قافلے والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے ان کا قافلہ بھی جب ایک ویران مقام پر پہنچا تو ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر دیا اور تمام سامان لوٹ لیا۔

حضرت کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی ہی ہوگی۔ ایک ڈاکو نے کڑک کر پوچھا لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں میرے پاس رقم ہے۔ ڈاکو نے ادھر ادھر ٹٹولا مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔ اتنے میں ایک دوسرا ڈاکو آگیا، اس کے جواب میں بھی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس درہم ہیں۔ دونوں ڈاکوؤں نے آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ بچہ کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس درہم ہیں لیکن بڑی تلاش کے باوجود ہمیں تو اس سے ایک کوڑی بھی نہیں ملی۔

سردار نے پوچھا لڑکے تمہارے پاس چالیس درہم ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ پوچھا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ دیکھو! میری والدہ محترمہ نے انہیں گریبان میں سی دیا تھا۔

یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار حیران رہ گیا پوچھنے لگا بیٹے! تم جانتے ہو کہ ہم ڈاکو ہیں تمہارے درہم بڑے محفوظ تھے وہاں تک کسی کی عقل نہ جا سکتی تھی، تم نے پھر کیوں بتادیا؟

آپ نے فرمایا کہ جب میں گھر سے رخصت ہوا تو میری والدہ محترمہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کوئی صورت ہو جھوٹ ہرگز نہ بولنا میں اپنی ماں کے ارشاد کی نافرمانی کیسے کر سکتا تھا؟ یہ جملہ سن کر ڈاکوؤں کے سردار پر کپکپی طاری ہوگئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ چلا اُٹھا کہ میں کتنا بدنصیب ہوں کہ اللہ کے حکم کے خلاف لوگوں کو لوٹتا ہوں، ایک یہ بچہ ہے جو ماں کے حکم پر اپنی دولت بھی قربان کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد سردار کی حالت سنبھلی تو اس نے حکم دیا کہ قافلے کا لوٹا ہوا تمام مال واپس کر دیا جائے میں آج سے ڈاکہ زنی سے توبہ کرتا ہوں۔

اختتام...... ہمارے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے ہی ڈاکوؤں کو راہِ راست پر لائے اور یہ نادان جو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ نہیں سمجھتے وہ دوسروں کو تو بجائے مانند خود کو بھی سیدھا نہیں کر سکتے۔

سوال-73......کیا آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب میں یا بیداری میں دیدار ہوا؟

جواب...... ہاں ایک بار نہیں بار بار خواب کا تو کوئی شمار نہیں بیداری میں بھی درجنوں واقعات آپ کے حالات میں مذکور ہیں۔
تبرکاً ایک واقعہ عرض ہے:۔

ایک دن حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آ گئی۔ حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش رہو اور آپ منبر سے نیچے اُتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔ جب شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا، آپ نے خواب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ: جی ہاں۔
غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ: من برائے دے باادب بایستادہ بودم یعنی میں اسی لئے باادب کھڑا ہو گیا تھا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی ہے؟

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ: (جواباً عرض کرتے ہوئے) بملازمت تو یعنی آپ کی خدمت اقدس میں ہی حاضر رہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

نوٹ...... اس قسم کے واقعات سے بعض لوگوں نے انکار کیا تو فقیر نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے "تحفۃ الصلحاء فی رؤیۃ النبی فی الیقظۃ والرؤیا" اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال-74......کیا غوثِ پاک حافظِ قرآن تھے؟

جواب......ہاں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ القرآن تھے۔

سوال-75......آپ کا ادب احترام طالب علمی کے زمانے میں کیسا تھا؟

جواب......بے شمار واقعات ہیں ان میں ایک وہی ہے جو ابن سقا کی حکایت میں گزرا ہے۔

سوال-76......غوثِ پاک کے حالات و واقعات اور سیرت پر لکھی گئی چند ایمان افروز کتب اور مصنفین کے نام مطالعے کیلئے اور ملنے کے پتے عطا کردیں۔

جواب...... اسلاف صالحین نے درجنوں معتبر مستند کتب لکھیں جن میں کشف الظنون میں اور مولانا توکلی مرحوم نے رسالہ غوث اعظم میں بہ ترتیب سند ذکر کی ہیں اور دورِ حاضرہ میں تو الحمدللہ غلامانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں کتابیں رسالے لکھے ہیں اور بکثرت مطبوعہ بھی ہیں۔

سوال-77......غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مختلف موضوعات پر تصانیف اُویسیہ کتنی ہیں؟

جواب......مدینہ طیبہ میں حضرت الحاج علامہ محمد عارف صاحب ضیائی لاہوری مہاجر مدنی نے فقیر کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق گیارہ کتب اور رسالے لکھنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی اشاعت کا وعدہ بھی۔ لیکن ان کے پاکستانی کارندوں نے توجہ نہ فرمائی۔ اسی لئے گیارہ کتب و رسالہ گوشہ ارمان میں ہیں۔ ویسے فقیر اُویسی غفرلہ نے اپنی بساط پر درجنوں کتابیں رسالے شائع کئے ہیں آئندہ بھی جب تک دم میں دم ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا رہوں گا۔ (اِن شاءَ اللہ)

سوال-78......کچھ ایسے اولیاءِ کرام کے نام بتائیے جو آپ سے عقیدہ رکھتے اور آپ کے مداح گزرے ہوں۔

جواب......حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مداحین اولیاء کاملین کی فہرست طویل ہے فقیر نے ایک مجموعہ نظم ونثر کا جمع کیا بنام ' کلام الاولیاء فی مناقب غوث الوریٰ' چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) حضرت شیخ نوراللہ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ازگلدستہ کرامت)

﴿ترجمہ﴾

☆ گناہوں کے طوفان سے ہماری کشتی کو کیا غم ہے جبکہ اس کشتی کے ناخدا سیّدنا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور وہ ہر وقت ہر لحظہ ہماری امداد فرما رہے ہیں۔

☆ کل روزِ قیامت کو دیکھ لینا کہ جس وقت شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوائے حمد (حمد کا جھنڈا) لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے تشریف فرما ہوں گے تو ان کے ہمراہ اس جھنڈے کے نیچے سیّدنا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوں گے۔

☆ قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضور کے ماننے والے، مخالفین اور بزرگانِ دین سب دم بدم یا غوثِ اعظم، یا غوثِ اعظم پکاریں گے۔ (سبحان اللہ! روزِ حشر سب لوگ نعرۂ غوثیہ لگاتے ہوں گے۔ معتقدین تو ہر وقت امداد کیلئے سرکارِ غوثیت مآب کو پکارتے رہتے ہیں مگر اس دن منکرین بھی جب شانِ پاک اور حضور کے تصرفات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے تو مصیبت اور عذاب سے نجات حاصل کرنے کیلئے بے ساختہ پکار اٹھیں گے المدد یا غوث الاعظم المدد)۔

☆ جس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضور سیّد المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اسی طرح جناب غوثِ پاک شیخ سیّد محی الدین قدس سرہ العزیز بھی اپنی شان میں یکتا ہیں۔

☆ منجملہ آپ کی حیرت انگیز کرامات اور اختیارات جو اللہ تعالیٰ نے بالخصوص حضور کو عطا فرمائے ہیں۔ (جو کسی دوسری برگزیدہ ہستی کو نہیں ملے اگر کوئی شخص چند ایک تھوڑا بہت بھی ذکر کرنا چاہے تو اس کیلئے ناممکن ہے یعنی آپ کے کمالات تصرفات اور خوارق عادات بالکل بیان سے باہر ہیں)۔

☆ اگر نو افلاک کاغذ بن جائیں اور سات سمندر سیاہی کے ہوں، سارے کی قلمیں بنائی جائیں اور تمام مخلوقات جن کو قوتِ گویائی اور زبان ملی ہے مل کر جناب پیر پیراں حضرت سلطان میراں محی الدین قدس سرہ العزیز کی عظمت وشوکت قلمبند کرنا چاہیں تو حضور کے اوصاف جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی احاطہ تحریر میں نہ لا سکیں۔

(۲) وصف عالیجناب حضرت میراں محی الدین قدس سرہ العزیز

(ماخوذ از بدائع منظوم فقہ کی مشہور کتاب)

﴿ترجمہ﴾

☆ دوبارہ (اللہ کے احسان کا) شکرادا کرتا ہوں کہ میں بدل وجاں شہ جیلاں قدس سرہ کے غلاموں میں سے ہوں (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مجھے حضور کی غلامی کا شرف حاصل ہے)۔

☆ میں جناب حسنین رضی اللہ عنہم کے ہردو باغات کے پھول پر بلبل کی طرح شیدا ہوں یعنی میرے دل میں اس محبوبِ سبحانی جناب شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا عشق ومحبت موجزن ہے جو جگر گوشہ حضور امامین رضی اللہ عنہم ہیں۔(آپ کا سلسلہ نسب حسنی وحسینی ہے۔تمام بزرگانِ دین اس پر متفق ہیں۔آپ کی سیادت کا انکار کرنے والا بے دین ہے)۔

☆ آپ قطب الاقطاب ہیں اور لقب مبارک محی الدین (دین کو زندہ کرنے والے) ہے آپ ہی کی بدولت دین اسلام کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔

☆ آپ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نائب ووارث ہیں۔اللہ آپ سے راضی ہوا اور آپ کو راضی کیا (وہ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی)۔

بہجۃ الاسرار، صفحہ ۲۲ پر حضور کا اپنا ارشاد پاک ہے، میں سرورِ دوجہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمین میں نائب ووارث ہوں۔

(۳) حضرت وارث شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مدح پیر دی حب دے نال کیجے جیندے خادماں دے وچہ پیراں نی باہجہ ادس جناب دے پارنا ہیں لکھا ڈھونڈ دے پھرن فقیریاں نی جھڑے پیر دی نظر منظو رہوئے گھریں تنہا ندے پیریاں میریاں نی روز حشر دے پیر دیاں طالباں نوں ہتھ سجڑے ملن گیاں چیریاں نی کھتی نبی دی غفلتاں نال اٹی مڑکے اگیاں دین پنیریاں نی بنے لا وندے ڈبیاں بیڑیاں نوں کرامات دے نال زنجیریاں نی مہربان ہوکے چور قطب کیتا بخش دیتاں ملک جاگیریاں نی۔

سوال-79......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں ابو حنیفہ یا حنفی لوگوں کے بارے میں کچھ نامناسب بات ارشاد فرمائی۔کیا یہ بات غلط نہیں؟

جواب......اولاً غنیۃ الطالبین کی نسبت بحضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخدوش ہے اس پر فقیر کی تصنیف 'ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین' (مطبوعہ) مشہور ہے۔ بفرضِ تسلیم اس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نہیں اصحاب بی حنفیہ کی تصریح ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرنے والے مرجۂ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں مرجۂ ایک گمراہ فرقہ تھا اس فرقہ کے بعض لوگ خود کو حنفی کہلاتے اور ہمارے دور میں دیو بندی خود کو حنفی کہلاتے ہیں تو اس سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیسا۔مزید تفصیل و تحقیق فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔

سوال-80 - 81......کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت پائی؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کوئی کلام در مدح غوث و امام بندہ نواز غوث الاعظم کے حضور لکھا ہو تو بتایئے۔

جواب......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی نسبت قادریہ کا کیا کہنا فقیر نے شرح شجرہ قادریہ برکاتیہ (شرح حدائق) لکھی ہے اس میں تفصیل ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی تھے۔اعلیٰ حضرت کے مناقب غوث کے بارے میں فقیر نے شرح حدائق کا حصہ لکھا ہے 'مناقب غوث الوریٰ بقلم احمد رضا'۔

سوال-82......ہم نے سنا ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ کاش داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دور میں ہوتے تو میں ان کا مرید ہوتا۔کیا یہ سچ ہے؟

جواب......حضور داتا گنج بخش (لاہور) قدس سرہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا پیروں کے پیر بھائیوں میں سے ہیں اور بہت بڑے مرتبہ کے مالک ہیں ان کے مرید ہونے کی آرزو کی رفعت شان کے اظہار کیلئے ہے اور اس سے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شان کی تحقیر ہے کیونکہ یہ ایک تواضع ہے اور حدیث شریف میں من تواضع اللہ رفع اللہ درجاتہ جو اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔

سوال-83......نسبت اویسیہ اور نسبت قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ کیا ہیں؟ ان کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب......یہ نسبتیں روحانی مراکز کی وجہ سے ہیں اور یہ مراکز روحانی درسگاہیں ہیں جس درسگاہ سے فیض ملا وہ اسی سے منسوب ہوا ظاہری مدارس کے اسماء مختلف ہیں لیکن مقصد سب کا ایک ہے یہ بھی یونہی ہے کہ سلاسل طیبہ ایصال الی اللہ کے مراکز ہیں اگرچہ نام مختلف ہیں لیکن سب کا مقصد ایک ہے۔

سوال-84...... ختمِ غوثیہ، درودِ غوثیہ اور صلوٰۃ غوثیہ کیا ہیں؟ ان کی برکات وفوائد کیا ہیں؟

جواب......

﴿ ختم غوثیہ ﴾

(یہ ختم شریف باوضو اس طرح پڑھیں)

درود شریف گیارہ بار، سورۂ فاتحہ بمع بسم اللہ شریف ایک سو گیارہ بار، سورۂ اخلاص بمع بسم اللہ شریف ایک سو گیارہ بار، کلمۂ تمجید ایک سو گیارہ بار، سورۂ الم نشرح بمع بسم اللہ شریف ستر بار، سورۂ یٰسین مع بسم اللہ شریف ایک بار، یاباقی انت الباقی ایک سو گیارہ بار، شیأ للہ چوں گدایانِ حرمیں، المدد کواہم زشاہ محی الدین گیارہ بار، فسہل یاالٰہی کل صعب بحرمت سیّد الابرار سہل گیارہ بار، یاشاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر یاغوث اغثنا باذن اللہ شیأ للہ ایک سو گیارہ بار، یاشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیک المدد ایک سو گیارہ بار، درود شریف ہزارہ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ ایک سو گیارہ بار، پھر یہ رباعی پڑھیں:

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر

نوٹ...... یہ سلسلہ قادریہ والوں کا ختم شریف ہے چشت اہل بہشت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ وسلسلہ سہروردیہ وسلسلہ طیبہ وغیرہ کا اپنا اپنا ختم شریف ہے۔ تفصیل فقیر نے رسالہ 'البرکات فی الختمات' میں لکھی۔ ایسے سلسلے پڑھنے والا دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران رہتا ہے عقیدت صحیح سے پڑھنے والا تجربہ کرسکتا ہے کہ ختم شریف پڑھنے سے مشکلات آسان ہوتی ہیں بشرطیکہ شرک کے فتویٰ کا ہیضہ نہ ہو اور نہ ہی شک وشبہ میں مبتلا ہو۔

﴿ صلوٰۃ غوثیہ ﴾

اس کے متعلق پہلے عرض کیا گیا ہے اس کا دوسرا نام صلوٰۃ الاسرار ہے۔ مزید تفصیل امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف 'انہار الانوار' میں ہے۔

سوال-85......بعض لوگ ہم سیدھے سادے مسلمانوں کو بار بار اس بات سے روکتے ہیں ہم عرس و گیارہویں نہ منائیں اگر منائیں گے تو یہ اللہ اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی اور پابندی سے ہر مہینے اس کا منانا فرض بھی تو نہیں۔ پھر سنی اس پر اتنا زیادہ زور کیوں دیتے ہیں؟ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کا جواب۔

جواب......روکنے والے ہر رنگ میں ہیں مثلاً دہریے (کمیونسٹ) اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جتنا اعتقادات رکھتے ہیں ان سب کو وہ غلط کہتے ہیں اور عقلی ڈھکوسلوں سے ان عقائد کی تردید کرتے ہیں الحمدللہ ہم اہلسنّت انہیں بھی دلائل دے کر لاجواب کرتے ہیں سوال میں جن اُمور کا انکار وہابیہ، دیوبندیہ فرقہ کو ہے ان کے جوابات میں بھی الحمدللہ اہلسنّت نے کتابیں رسائل لکھے ہیں ان میں تفصیل و تحقیق دیکھ لیں۔

سوال-86......ایک مولوی صاحب نے ربیع الثانی کے مہینے میں تقریر کے دوران یوں کہا کہ ہندو اپنے مُردوں کی تیرہویں مناتے ہیں۔ تم بھی انہی کی طرح گیارہویں مناتے ہو، یہ ہندوؤں جیسا کام ہے۔ کیا مولوی جی کی یہ بات غلط ہے؟

جواب......اس قسم کا سوال پہلے بھی گزرا ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں فقیر نے تفصیلی جواب عرض کردیا ہے وہابیوں دیوبندیوں کی یہ عادت عجیب ہے کہ اکثر مسائل میں انہیں ہندو یاد آتے ہیں فقیر نے ان کے اس اعتراض کا جواب رسالہ 'میت کے طعام کا حکم' میں لکھا ہے۔

سوال-87...... حیدرآباد سے عارف صاحب نے سوال کیا کہ تاریخ مقرر کر کے ایصالِ ثواب کی دعا کرنا لغو ہے، بدعت ہے۔ لہٰذا گیارہویں بدعت اور لغو ہے۔ قرآن میں ہے کہ وھم عن اللغو معرضون یعنی مسلمان لغویات سے بچتے ہیں۔ یہ سوال ایک مودودی پرست نے کہا ہے، اس کا جواب چاہئے۔

جواب...... یہ سوال خود لغو ہے اس لئے کہ نیکی کے اکثر کام تاریخ مقرر کرنے سے ہو رہے ہیں اگر ہر کام تاریخ مقرر کرنے یعنی تعین سے حرام ہو تو دین و دنیا کا کوئی کام نہ چل سکے۔

اسلامی قاعدہ ہے کہ جس کام کو مقرر کرنے میں کوئی دینی اسلامی مصلحت ہو تو وہ تعین جائز ہے۔ ہاں وہ تعین ممنوع ہے جس میں یہ نظریہ ہو کہ جس کو جس چیز کے ساتھ میں نے معین کیا ہے یہ اسی وقت جائز ہے اس کے علاوہ کسی اور وقت میں ناجائز و حرام ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو تاریخ مقرر کرنا بالکل جائز ہے۔ دلائل میں سے صرف دو حدیثیں حاضر ہیں:۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا اے بلال! بتلاؤ تم نے اسلام میں ایسا کون سا عمل کیا ہے جس کے اجر کی تمہیں توقع زیادہ ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے چلنے کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اس سے زیادہ میرے نزدیک کوئی عمل نہیں کہ میں دن یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لئے مقرر ہو چکی ہے۔

نوافل اور دیگر اُمور مستحبات کیلئے کوئی تعین نہیں ہے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے وضو کے بعد نفل پڑھنے کو معین کر لیا تھا انہوں نے اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے جواز یا عدم جواز کا کوئی سوال بھی نہیں پوچھا اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود پوچھتے ہیں کہ بتاؤ وہ کون سا عمل ہے؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرض کرنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اپنی طرف سے نوافل کیلئے یہ وقت کیوں مقرر کر رکھا ہے

اگر نفلی عبادت کیلئے اپنی طرف سے وقت مقرر کر لینا اور اس پر ہمیشگی کرنا حرام و ناجائز ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالیقین اس کو رد فرماتے۔

بخاری شریف کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد قباء میں انصار کا ایک شخص (کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام تھا وہ جب بھی نماز پڑھاتا نماز کی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلے سورہ اخلاص پڑھتا پھر کوئی اور سورت ملاتا۔اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یا تم صرف سورۂ اخلاص پڑھو یا اس کی جگہ کوئی اور سورت پڑھو۔اس نے جواب دیا میں سورۂ اخلاص پڑھنے کو نہیں چھوڑ سکتا ہاں تمہاری امامت چھوڑ سکتا ہوں۔جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے یہ واقعہ عرض کیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا تمہیں اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے کیا چیز روکتی ہے اور سورۂ اخلاص کو نماز میں لازم کر لینے پر کون سی چیز اُبھارتی ہے؟ اس نے عرض کیا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حبک ایاھا ادخلک الجنۃ (بخاری، جلد ا صفحہ ۱۰۷)

اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔

فائدہ...... اس حدیث میں صحابی کے جس عمل پر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری سنا رہے ہیں اس عمل پر کوئی دلیل شرعی اس صحابی کے پاس موجود نہ تھی اس صحابی نے یہ عمل اپنی رائے سے اختیار کیا تھا اور نماز کے اندر اس چیز کو لازم کر لیا تھا جس کو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لازم نہیں کیا تھا۔

قاعدہ...... اس حدیث سے اہلسنّت کے قاعدہ کی توثیق ہوئی کہ جس کام کو قرآن و حدیث سے ٹکراؤ نہ ہو اسے عمل میں لایا تو کوئی جرم نہیں اور نہ اسے دلیل کی حاجت ہے۔

نبوی فیصلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قباء کے امام تھے۔جب ان کے نماز میں سورۂ اخلاص لازم کر لینے والے اس عمل پر جو کہ صرف اور صرف انہی کا طریقہ تھا اس کے مقتدیوں کے اعتراض و شکایت کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جواباً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے جنت کی خوشخبری سنانے کی بجائے یہ بھی فرما سکتے تھے کہ قرآن میرے سینے پر اُترا ہے میں حامل قرآن ہوں کیا مجھ سے بڑھ کر تجھے محبت ہے سورۂ اخلاص سے۔جب میں ایسا نہیں کرتا تو تُو کیوں کرتا ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل پر جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سے جدا تھا، جنت کی خوشخبری سنائی۔

نتیجہ...... جب کوئی شخص ایک سورت سے محبت کی وجہ سے اس کے پڑھنے کو نماز میں لازم کر لے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا، تو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرے یونہی اولیاء کرام رحمہم اللہ سے محبت کرے کیوں نہ جنت ملے گی ضرور ملے گی۔

﴿ حب درویشاں کلید جنت است ﴾

خلاصہ یہ کہ کسی نیک کام کو مقرر کرنا نہ بدعت ہے نہ حرام ہے۔اعتراض کرنے والوں کا اپنا دماغ خراب ہے۔

سوال-88......غوثِ پاک کی ریاضت اور مجاہدہ کیسا تھا؟

جواب......اس جواب میں فقیر اُویسی غفرلہٗ عمداً طوالت کرنا چاہتا ہے تاکہ پیری مریدی کا دھندا کرنے والوں کو معلوم ہو کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیران پیر گھر بیٹھے بٹھائے نہیں بنے بلکہ انہوں نے بہت بڑی محنتیں و ریاضتیں اور مجاہدے کئے اور آپ حضرات اپنے آپ کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں میں بعض غریب ایسے بھی ہیں جنہیں نماز پنجوقتہ بھی شاید نصیب ہو ورنہ ان کے اکثر تہجد کی ادائیگی اور شرعی اُمور کی پابندی سے محروم ہیں۔ فقیر ذیل میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند واقعات مجاہدہ کے بارے میں عرض کرتا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک اور مجاہدہ کی تفصیل

آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ علم طریقت بھی حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس سے حاصل کیا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ جبائی کا قول ہے کہ سیّدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز میرے جی میں یہ بات آئی کہ فتنوں کی کثرت کے سبب میں بغداد سے نکل جاؤں۔ اس لئے میں نے قرآن کریم لیا اور اسے شانے پر لٹکایا اور باب حلبہ کی طرف چلا کہ اس سے جنگل کی طرف نکل جاؤں۔ ایک ہاتف نے آواز دی تو کہاں جاتا ہے اور مجھے ایسا دھکا دیا کہ میں چت گر پڑا۔ اس نے کہا لوٹ جا کیوں کہ تجھ سے لوگوں کو فائدہ ہے۔ میں نے کہا مجھے خلقت سے کیا کام! میں اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اس نے کہا لوٹ جا تیرا دین سلامت رہے گا۔ اس کے بعد مجھ پر ایسے حالات وارد ہوئے جن میں کچھ التباس تھا۔ اس لئے میں خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا بندہ ملا دے جو ازالہ التباس کردے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں مظفریہ میں سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور مجھ سے کہا عبدالقادر یہاں آ۔ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا تو نے کل رات کیا طلب کیا تھا (یا یوں کہا تو نے رات کو اللہ سے کیا سوال کیا تھا) یہ سن کے میں چپ ہوگیا اور حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ وہ مجھ پر خفا ہوا اور اس زور سے مجھ پر دروازہ بند کیا کہ اطراف دروازہ سے میرے چہرے کی طرف گرد اڑی۔ جب میں کچھ دور نکل گیا تو مجھے رات کا سوال یاد آگیا اور خیال گزرا کہ وہ شخص صالحین یا اولیاء اللہ میں سے ہے اس لئے میں اس دروازے کو ڈھونڈھنے لوٹا مگر نہ ملا اور مجھے رنج ہوا وہ شخص شیخ حماد باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ بعد ازاں میں نے ان کو پہچان لیا اور ان کی صحبت میں رہا۔ شیخ موصوف نے میرے اشکال کو حل کردیا۔ جب میں طالب علم کیلئے آپ کی خدمت سے غائب ہوتا اور پھر آپ کے پاس آتا تو آپ فرماتے تو ہمارے پاس کیوں آتا ہے تو فقیہ ہے فقہاء کے پاس جا۔ مگر میں چپ رہتا اور آپ مجھے بڑی اذیت دیتے اور مارتے پھر جب طالبِ علم کیلئے آپ سے غائب ہوتا اور پھر آتا تو فرماتے آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں اور فالودہ آیا تھا ہم نے سب کھا لیا اور تیرے واسطے کچھ نہیں رکھا۔ آپ کے اصحاب بھی جو اکثر اپنے شیخ کو مجھے اذیت دیتے دیکھا کرتے تھے، مجھ سے تعرض کرنے لگے اور کہنے لگے تو فقیہ ہے یہاں کیا کریگا یہاں کیوں آیا ہے؟ شیخ نے جب دیکھا کہ وہ مجھے اذیت دے رہے ہیں تو غیرت کھائی اور ان سے یوں خطاب فرمایا، اے کتو! تم اسے کیوں اذیت دیتے ہو! اللہ کی قسم تم میں اس سا ایک بھی نہیں میں تو آزمائش کیلئے اسے اذیت دیتا ہوں مگر دیکھتا ہوں کہ وہ ایک پہاڑ ہے جو ہلتا نہیں۔ (قلائد، صفحہ ۱۱۲)

بے مثال ریاضت

سلوک میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ بہ لحاظ شدت ولزوم بے نظیر تھا۔ مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طاقت نہ تھی کہ ریاضت میں آپ کی برابری کرے۔ آپ کا طریق کار اُمور ذیل پر مشتمل تھا۔

تفویض وتسلیم، قلب وروح کی موافقت، ظاہر وباطن کا اتحاد، صفت انسانیہ سے انسلاخ اور نفع ونقصان اور قرب وبعد کی رویت سے غیبت ہر حال میں ثبوت مع اللہ، تجرید توحید اور توحید تفرید جس کے ساتھ مقام عبودیت میں حضور ہو اور وہ عبودیت کمال ربوبیت کے لحظہ سے مستمد ہو۔ ہر خطرہ ولحظہ ونفس ووارد وحال میں کتاب وسنت کو ملحوظ رکھنا سلوک کی کشش اور اغیار کے تنازع سے قلب وباطن کا پاک ہونا۔ احکام شریعت کی پابندی اور اسرار حقیقت کا مشاہدہ۔ (بہجہ، صفحہ ۸۴)

شیخ احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو سنا کہ فرماتے تھے میں عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں پچیس سال تنہا اس حالت میں پھرتا رہا کہ میں لوگوں کو نہ جانتا تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے میرے پاس رجال غیب اور جنوں کے گروہ آتے جن کو میں اللہ کا راستہ بتاتا تھا۔ جب پہلے پہل عراق میں داخل ہوا تو خضر علیہ السلام نے میرا ساتھ دیا اس سے پہلے میں ان کو نہ جانتا تھا۔ انہوں نے شرط کی کہ میں انکی مخالفت نہ کروں اور مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ اس عرصے میں دنیا اور اس کی متلذ ذات عجیب مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھی مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف متوجہ ہونے سے بچالیتا تھا۔ شیاطین مختلف بھیانک شکلوں میں میرے پاس آتے اور مجھ سے لڑتے تھے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ دیتا تھا میرا نفس متشکل ہوکر اپنی خواہش کیلئے کچھ تو مجھ سے عاجزی کرتا اور کبھی لڑائی کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے برخلاف میری مدد کرتا تھا۔ ابتداء میں مجاہدے کے جس طریق سے میں نفس پر مواخذہ کرتا تھا اسے خوب مضبوط پکڑتا اور نباہتا تھا۔ میں مدت تک بہ طور مجاہدہ مدائن کے ویرانے میں یوں نفس کشی کرتا رہا کہ ایک سال گری پڑی چیزیں کھاتا اور پانی نہ پیتا اور ایک سال پانی پیتا اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا۔ ایک دفعہ میں کڑکڑاتے جاڑے میں رات کو ایوانِ کسریٰ میں سویا اور مجھے احتلام ہوگیا۔ میں اُٹھا اور دریا کے کنارے پر جا کر غسل کیا پھر سوگیا پھر احتلام ہوگیا اس لئے دریا کے کنارے پر جا کر غسل کیا اور پھر سوگیا اس طرح چالیس بار احتلام ہوا اور چالیس دفعہ غسل کیا پھر میں نیند کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا کرخ کے ویرانے میں بھی کئی سال رہا جن میں سوائے بردی کے کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے شروع میں ایک شخص صوف کا جبہ

میرے پاس لاتا جسے میں پہن لیتا میں نے ہزاروں حالتیں بدلیں تا کہ تمہاری دنیا سے آرام پاؤں میں گونگا، احمق اور پاگل مشہور تھا اور ننگے پیر کانٹوں میں چلا کرتا تھا۔ جو ہولناک امر ہوتا اسے اختیار کرتا۔ میرا نفس اپنی خواہش میں مجھ پر غالب نہ آیا اور دنیا کی زینت میں سے کوئی شے مجھے کبھی پسند نہ آئی۔ شیخ ابوبکر حریمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کیا بچپن میں بھی پسند نہیں آئی؟ آپ نے جواب دیا نہ بچپن میں پسند آئی۔ (بہجہ، صفحہ ۸۵)

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز کا بیان ہے کہ میں نے سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے سیاحت کبھی اچھی اور کبھی بری شکلوں میں میرے پاس آتی تھیں میں ان کو دھتکارتا اور وہ بھاگ جاتیں۔ میں اس برج میں جسے اب میرے قیام طویل کے سبب برج عجمی کہتے ہیں گیارہ سال رہا میں نے اس میں خدا سے عہد کیا کہ نہ کھاؤں گا جب تک نہ کھلائیں گے اور نہ پیوں گا جب تک نہ پلائیں گے پس میں چالیس روز کھانے پینے کے بغیر رہا اس کے بعد ایک شخص نان وطعام لے کر آیا اور میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس عہد کو نہ توڑوں گا جو میں نے اپنے پروردگار سے کیا ہے پس میں نے اپنے باطن سے ایک چلانے والے کی آواز سنی کہ ہائے بھوک مگر میں اس سے نہ ڈرا۔ شیخ ابوسعید مخزومی مجھ پر گزرے انہوں نے جو چلانے والے کی آواز سنی تو میرے پاس آ کر کہا عبدالقادر کیا ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق واضطراب ہے مگر روح اپنے مولیٰ سے حالت سکون وقرار میں ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا اب ازج کی طرف آؤ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ گئے میں نے دل میں کہا بجز امر کے میں اس مکان سے نہ نکلونگا پھر ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اُٹھو ابوسعید کے پاس چلو۔ پس میں انکے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے میری راہ تک رہے ہیں مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کیا میرا قول آپ کیلئے کافی نہ ہوا یہاں تک کہ خضر علیہ السلام نے آپ سے وہی فرمایا جو میں نے کہا تھا پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے وہاں میں نے کھانا تیار پایا وہ مجھے کھلانے لگے یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور میں ان کی خدمت میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ (بہجہ، صفحہ ۸۵)

منارہ میں مجاہدہ

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الغنائم محمد الاہزری الحسینی البغدادی نے دمشق میں ۶۲۹ ھ میں ذکر کیا کہ میں نے بغداد میں ۵۵۹ ھ میں سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرمارہے تھے میں نے بغداد سے پہلا حج ۵۰۹ ھ میں کیا اور جوان و مجرد تھا۔ جب میں منارۃ القرون کے پاس پہنچا مجھے شیخ عدی بن مسافر ملے وہ بھی اس وقت جوان و مجرد تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے جواب دیا مکہ مشرفہ جارہا ہوں پھر پوچھا کیا تمہارا کوئی ساتھی ہے؟ میں نے کہا مجرد ہوں انہوں نے کہا میرا بھی یہی حال ہے پس ہم دونوں چل پڑے۔ اثنائے راہ میں مَیں نے ایک لاغر حبشی لڑکی دیکھی جس کے منہ پر برقع تھا۔ وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی اور میرے چہرے کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی اے جوان تو کہاں سے آیا ہے میں نے کہا عجم سے۔ وہ کہنے لگی تو نے آج مجھے تکلیف دی ہے۔ میں نے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا میں بلادِ حبشہ میں تھی کہ میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اپنے وصل سے تجھے وہ عطا کیا جو کسی اور کو عطا نہیں کیا۔ پس میں نے چاہا کہ تجھے پہچانوں۔ پھر اس نے کہا آج میں تم دونوں کے ساتھ ہوں شام کو تمہارے ساتھ روزہ افطار کروں گی پس وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چل رہے تھے جب شام کا وقت ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہوا سے ایک خوان اُتر رہا ہے جب وہ خوان ہمارے سامنے ٹھہر گیا تو ہم نے اس میں چھ روٹیاں اور سرکہ و سبزی پائی یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا سب ستائش اللہ کو ہے جس نے مجھے اور میرے مہمانوں کو گرامی بنایا کیونکہ ہر رات مجھ پر دو روٹیاں اُترا کرتی تھیں آج چھ اُتری ہیں پس ہم سے ہر ایک نے دو دو کھائیں پھر ہم پر تین کوزے اُترے ہم نے ان میں ایسا پانی پیا جو لذت اور حلاوت میں دنیا کے پانی کے مشابہ نہ تھا۔ پھر وہ حبشیہ اس رات ہم سے رُخصت ہوگئی اور ہم مکہ مشرفہ میں آگئے جب ہم طواف کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے افاضہ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا۔ وہ ایسے بے ہوش ہوئے کہ دیکھنے والے کو گمان گزرتا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ ناگاہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ حبشیہ ان کے سر پر کھڑی بوسہ دے رہی ہے اور یوں کہہ رہی ہے تجھے زندہ کرے گا وہی جس نے تجھے مارا ہے پاک ہے وہ ذات کہ حادث چیزیں بجز اس کے برقرار رکھنے کے اس کے جلالی نور کی تجلی کے آگے برقرار نہیں رہ سکتیں اور کائنات بجز اس کی تائید کے اس کی صفات کے ظہور کے آگے قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اسکے جلال کے انوار نے عقلمندوں کی آنکھوں چندھیا دی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے (اور اسی کیلئے تمام ستائش ہے) طواف ہی میں مجھ پر بھی انوار نازل فرمایا۔ پس میں نے اپنے باطن سے ایک خطاب سنا جس کے اخیر میں یہ تھا، اے عبدالقادر ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر۔ ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں میں سے عجائبات دکھائیں گے تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے غلط ملط نہ کر اپنا قدم ہمارے سامنے ثابت رکھ اور دنیا میں ہمارے سوا کسی کو مالک التصرف نہ سمجھ تیرے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا۔ لوگوں کے فائدے کیلئے تو (مسند ارشاد پر) بیٹھ کیوں کہ ہمارے خاص بندے ہیں جن کو ہم تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے پھر اس حبشیہ نے کہا اے جوان میں نہیں جانتی کہ آج تیرا کیا رُتبہ ہے تجھ پر نور کا خیمہ لگا ہوا ہے اور آسمان تک تجھے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں میں تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور آرزو کر رہی ہیں کہ تجھ سے نعمت ان کو بھی حاصل ہو وہ کہہ کر چلی گئی پھر میں نے اسے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار)

نوٹ...... فقیر نے یہ چند نمونے عرض کئے مستقل مجاہدات لکھنے کیلئے دفاتر درکار ہیں۔

سوال-89......اس زمانے میں جنگل بیابان دیہات کا ماحول تھا۔لہٰذا مجاہدہ کرنا آسان کام تھا۔اب شہری ماحول میں ہم کیسے مجاہدہ کریں؟

جواب......خدا تعالیٰ کی یاد کیلئے جنگل ویرانوں کی کوئی شرط نہیں، اپنے گھر میں گوشہ تنہائی اختیار کرلے تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو

سوال-90......غوثِ پاک کی خدا خوفی کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

جواب...... شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی بغدادی کا قول ہے کہ سیّدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رقیق القلب خدا سے ڈرنے والے بڑی ہیبت والے مستجاب الدعوات کریم الاخلاق پاکیزہ طبع برائی سے دُور رہنے والے حق کے قریب محارم اللہ کی بے حرمتی کے وقت سخت گیر تھے۔اپنی ذات کیلئے غصہ نہ ہوتے اور غیر اللہ کیلئے انتقام نہ لیتے۔ (بہجہ، صفحہ ۱۰۵)

عبادت میں آپ سخت مجاہدہ فرماتے چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

گلستان سعدی میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے آپ کے خوفِ خدا کا واقعہ خوب لکھا ہے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرم کعبہ میں دیکھا گیا کہ آپ اپنا چہرہ کنکریوں پر رکھ کر کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور اگر میں قیامت میں سزا کا مستحق ہوں تو مجھے نابینا کرکے اُٹھانا، تاکہ میں نیک بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔

واقعہ اور اس کا پس منظر فقیر کی تصنیف 'تحقیق الاکابر' میں پڑھیے۔

سوال-91......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی ایک جھلک؟

جواب......حضرت ملا علی القاری مصنف مرقات ودیگر بیشمار کتب نے نزہۃ الخاطر میں لکھا ہے کہ سیّد کبیر المعروف بہ شیخ بقاء کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کرکے منبر سے زمین پر اُتر آئے پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ حدِ نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہارا دیا پھر آپ سمٹنے لگے یہاں تک کہ آپ کا وجود چڑیا کی طرح چھوٹا ہوگیا چند لمحوں بعد یہ وجود بڑھنے لگا حتیٰ کہ ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر گیا پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

شیخ بقاء علیہ الرحمۃ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کی روایت کے متعلق سوال کیا گا تو آپ نے فرمایا ان کے ارواح عنصری شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کردے وہ انہیں دیکھ سکتا ہے جیسے کہ معراج میں ہوا۔

پھر آپ سے سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے اور بڑا ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ پہلی تجلی تو ایسی تھی کہ اسے ظہور کے وقت کوئی شخص قائم نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ تائید نبوی شامل حال نہ ہو اگر نبی علیہ السلام سہارا نہ دیتے تو آپ گر جاتے دوسری تجلی جلالی تھی جس سے آپ چھوٹے ہوگئے اور تیسری تجلی جمالی حیثیت سے تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔

ذالك فضل اللّٰه يؤتي لمن يشآء

سوال-92......آپ کے وعظ میں تاثیر کیسی تھی؟

جواب...... تفصیل پہلے گزری ہے۔

سوال-93......آپ کا حلیہ کیسا تھا؟

جواب......آپ کا حلیہ مبارک یوں مذکور ہے رنگ گندم گون، لاغر جسم، میانہ قد، سینہ کشادہ، داڑھی لمبی چوڑی، ہر دو ابرو متصل، آنکھوں سیاہ، آواز بلند، روش نیک، قدر بلند علم کامل۔ (بہجہ، صفحہ ۹۰)

سوال-94......آپ کا لباس کیا اور کون سا پہنتے تھے؟

جواب...... حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبع مبارک نفاست پسند تھی اور مزاج مبارک نہایت لطیف تھا۔ اسی لئے لباس بھی اعلیٰ درجہ کا استعمال فرماتے مگر خلافِ شرع نہ ہوتا۔ آپ کا لباس عالمانہ اور قیمتی ہوتا اور اس کا حکم بھی منجانب اللہ ہوتا۔ چنانچہ ایک معترض کے اعتراض میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عبدالقادر! تجھے میرے حق کی قسم! قمیض ایسے کپڑے کا پہن جس کی قیمت فی گز ایک دینار ہو۔ (اخبار الاخیار، صفحہ ۲۱)

پھر ایسا قیمتی لباس روزانہ تبدیل ہوتا اور وہ قیمتی لباس فقراء پر تقسیم ہو جاتا گویا غریب پروری کا یہ ایک انوکھا طریقہ تھا۔

سوال-95...... کیا آج بھی کوئی شخص چلہ وظیفہ کر کے یا خوب ریاضت کر کے غوثِ پاک کے مقام و مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے؟ یا اس سے آگے پہنچ سکتا ہے؟

جواب...... ایں خیالست ومحالست وجنون

سوال-96......آپ کے ہم عصر اولیاء کرام اور علماء عظام کے نام بتائیں۔

جواب...... بے شمار مشاہیر آپ کے ہم عصر تھے فہرست طویل ہے بہجۃ الاسرار میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کچھ فقیر نے بھی تحقیق الاکابر میں اسماء لکھے ہیں۔

سوال-97......غوثِ پاک نے ساری عمر اللہ اللہ کیا۔ ان کی محبت ہے تو غوث غوث کیوں کہتے ہو؟

جواب......اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی کی بیان کردہ حکایت سے سمجھے۔

سیدنا جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرید کے ساتھ دریا کو کشتی کے بغیر عبور کرنے لگے تو مرید سے فرمایا یا جنید یا جنید کہتے رہو وہ یہی کہتا رہا اسے خیال آیا کہ شیخ کیا کہہ رہے ہوں گے، کان لگایا تو آپ کہہ رہے ہیں یا اللہ یا اللہ۔ اس نے بھی یہی کہا تو دریا میں ڈوب گیا شیخ نے دریا سے نکال کر فرمایا ابھی جنید تک نہیں پہنچے تو اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچو گے۔ (مواعظ اشرفیہ)

اصل قاعدہ یہ ہے کہ سالک کو پہلے فنا فی الشیخ پھر فنا فی الرسول ہونا پڑتا ہے پھر مقام فنا فی اللہ نصیب ہوتا ہے۔

سوال-98......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اور طلباء کے بارے میں کچھ وضاحت؟

جواب......یہ فہرست بھی طویل ہے بہجۃ الاسرار اور آپ کی سوانح کی کتب میں تفصیل موجود ہے۔

سوال-99 ...... حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کا قصہ بھی کیا ہے کہ انکو آپکے ایک خطبہ کے دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔

جواب ...... یہ واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

سوال-100 ...... غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں عموماً وعظ و بیان میں کون سے موضوعات ہوتے تھے؟

جواب ...... ہر موضوع پر گفتگو ہوتی آپ کے مواعظ کی کتب اُردو میں شائع ہو چکی ہے۔ مثلاً فتح الربانی وغیرہ۔

سوال-101 ...... غوث لقب کی شرعی حیثیت بھی ہے کہ نہیں؟

جواب ...... اس کا تفصیلی جواب ابتداء میں گزر چکا ہے۔

سوال-102 ...... اب تو نئی بدعت ہے جلوس والی کہ اب گیارہویں کا جلوس بھی ہوتا ہے، یہ کہاں لکھا ہے؟

جواب ...... اس کا جواب بھی گزر چکا ہے۔

سوال-103 ...... غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے دھونے والا دھوبی بخشا گیا۔ اس واقعہ کو کون کون سے دیوبندیوں نے بیان کیا ہے؟

جواب ...... مولوی اشرف علی تھانوی الافاضات الیومیہ کی جلد دوم و ششم اور دوسرے ایک مجموعہ فیوض الرحمٰن مصدقہ مفتی محمد شفیع کراچی میں ہے۔

سوال-104 ...... کہتے ہیں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خضر علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی۔ کیا واقعہ ہے؟

جواب ...... بارہا ملاقاتیں ہوئیں۔ تفریح الخاطر اور بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر میں واقعات تفصیلی موجود ہیں۔

سوال-105 ...... میرے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کس نے پائی؟

جواب ...... آپ کے متعدد خلفاء تھے سوانح عمری میں تفصیل موجود ہے۔

سوال-106 ...... آقائے قادریاں سرکارِ بغداد کے دربار کی حاضری کے آداب کیا ہیں؟

جواب ...... وہی جو دوسرے مزارات کی حاضری کا طریقہ ہے۔

سوال-107......آپ نے بغداد کا سفر کتنی بار فرمایا ہے؟

جواب......فقیر اُویسی غفرلہٗ کو بغداد شریف بلکہ پورے عراق کے مشاہیر کی حاضری دو بار شرف نصیب ہوا۔فقیر کا سفر نامہ شام وعراق میں چار سو صفحات کا مطبوعہ ہے۔اب بھی اس سال حاضری کا ارادہ ہے۔ (اِن شاءاللہ تعالیٰ)

اللہ توفیق بخشے۔ بحرمۃ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال-108......بغداد شریف میں اب بھی کوئی مدرسہ ہے یا نہیں؟ وہاں کے حالات تو سنایئے۔

جواب......بہت بڑے مدرسے ہیں بلکہ بغداد یونیورسٹی تو مشہور زمانہ ہے پاکستانی حضرات کافی تعداد میں اس میں داخل ہیں۔ بغداد کے حالات فقیر نے اپنے سفر نامہ میں مفصل لکھے ہیں، اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال-109......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ کرامات مزید بھی سنایئے۔

جواب......بے شمار کرامات میں سے تبرکاً چند حاضر ہیں:۔

☆ حضرت ابوالحسن علی الازجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے اوران کی عیادت کیلئے حضرت غیث الکونین شہنشاہِ بغداد قدس سرہ العزیز تشریف لے گئے۔آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اورایک قمری کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ابوالحسن نے عرض کیا حضور والا! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی۔تو حضرت نے کبوتری کے پاس کھڑے ہوکر اس کوفرمایا کہ اپنے مالک کوفائدہ پہنچا اور قمری کو فرمایا کہ اپنے خالق کی تسبیح بیان کرو۔تو قمری نے اسی دن سے بولنا شروع کردیا جس کو سن کر اہل بغداد محظوظ ہوتے اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۷۹)

☆ شیخ ابوالمظفر اسماعیل علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی ہیتی علیہ الرحمۃ کچھ علیل ہوگئے۔حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے اس جگہ کھجور کے دو درخت خشک ہوگئے تھے چار سال سے ان پر کوئی پھل نہیں آتا تھا۔ حضرت نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز بھی ادا کی۔ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ دونوں درخت سرسبز و شاداب ہوگئے اوران پر پھل آنے لگے۔

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر　　　اے ابر سخائے غوثِ اعظم

(سفینۃ الاولیاء، صفحہ ۷۲ مصنفہ دارا شکوہ)

☆ حضرت کا رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی البغدادی رحمۃ اللہ الباری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے قحط سالی میں مجھے دس بارہ سیر گندم عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے ایسے برتن میں بند رکھنا جس کے دو منہ ہوں (پڑولی) جب ضرورت پڑے تو ایک منہ کھول کر حسبِ ضرورت نکال لیا کرنا اور تولنا بالکل نہیں نیز اس برتن میں جھانک کر گیہوں کی مقدار کو نہ دیکھنا۔

چنانچہ ہم اس گندم کو پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک دفعہ میری بیوی نے اس پڑولی کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں کتنی گندم ہے تو معلوم ہوا کہ جتنی گندم ڈالی تھی اتنی مقدار میں ہی موجود ہے۔ پھر یہ گندم سات دِنوں میں ختم ہوگئی۔ میں نے اس واقعہ کا آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا، اگر تم ان کو اسی طرح رہنے دیتے (یعنی ان کی مقدار کو نہ دیکھتے) تو تم ان سے مرتے دَم تک کھاتے رہتے۔ (قلائد الجواہر، صفحہ ۳۰، ۳۱)

☆ شیخ ابوسعید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایک واقعہ بیان فرمایا ہے ان کی سولہ سال کی لڑکی مکان کی چھت سے اچانک غائب ہوگئی تلاش میں ناکامی کے بعد وہ غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے واقعہ سن کر فرمایا آج رات بغداد کے محلّہ خرابہ کرخ میں جا کر زمین پر دائرہ کھینچو اور اس میں بیٹھ کر بسم اللہ علی نیت عبدالقادر پڑھتے رہو رات کی تاریکی میں جنات کا بادشاہ تم سے مخاطب ہوگا اسے میرے حوالے سے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا واقعہ سنانا۔ چنانچہ رات کے پچھلے پہر میں جنات گروہ درگروہ گزرنا شروع ہوئے بادشاہ گھوڑے پر سوار ظاہر ہوا اور دائرے کے قریب آکر مخاطب ہوا شیخ ابوسعید عبداللہ علیہ الرحمۃ نے واقع سنایا تو بادشاہ جنات جناب شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا نام نامی سنتے ہی مؤدب ہوگیا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ لڑکی کو لے جانے والے جن کو فوراً حاضر کیا جائے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جن معہ لڑکی کے حاضر کیا گیا۔ جن نے کہا کہ مجھے اچھی لگی اور میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی بادشاہ نے اس جن کا سر قلم کر دیا اور لڑکی والد کے حوالے کی۔ شیخ ابوسعید نے غوث الاعظم کی فرمانبرداری کی توجہ پوچھی تو بادشاہ جنات نے کہا ہم ان کے فرمانبردار کس طرح سے نہ ہوں جب وہ گھر میں تمام دنیا کے جنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی ہیبت سے جنات تھرا جاتے ہیں۔

☆ حضرت مخدوم سیّد علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تذکرے میں اس قسم کا ایک واقعہ موجود ہے جس کے مطابق مخدوم سیّد علاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی تدفین ثانی کیلئے غوثِ پاک محبوبِ سبحانی پیران پیر دستگیر نے عالم رویا میں شہزادہ جنات ساکن دمشق کو حکم دیا تھا کہ تختۂ آبنوس میرے حجرے غربی میں رکھا ہے تختۂ سنگ زعفرانی جو جمال الدین ابدال نے تبت سے منگوایا تھا اور تختہ ہائے سنگ سرخ فوراً لے کر جائے اور روضہ علی احمد صابر کی تعمیر کیلئے شاہ عبدالقدوس کے حوالے کردے۔ حضور غوث پاک فرمایا کرتے جو بھی عالم غیب وشہود سے بغداد میں آئے گا میرا مہمان ہے۔ (شمائل الرائج بارہ وال)

سوال-110......غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات مبارک کیسے، کب اور کون سے دن ہوئی؟

جواب......سفینۃ الاولیاء کی تحقیق کے مطابق بزمانہ خلافت ابوالمظفر یوسف بن مقتفی الملقب المستنجد باللہ خلیفہ عباسی شب یکشنبہ آٹھویں یا نویں ربیع الثانی ۵۶۱ھ بغداد شریف میں ہوئی۔ تاریخ وصال کے سلسلے میں تذکرہ نگار مختلف الرائے ہیں۔ صاحب قلائد الجواہر کے مطابق آپ کا وصال ۱۸ ربیع الآخر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ۵۶۱ھ میں ہوا بعض نے ۵۶۲ھ کو سن وصال لکھا ہے اور ربیع الثانی کی ۸، ۹، ۱۱، ۱۸ وغیرہا تاریخیں بیان کی ہیں۔

مرض الموت میں آپ کے صاحبزادگان کے مختلف بیانات ہیں اس ضمن میں ایک روایت خاص طور پر مشہور ہے کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب نے مرض الموت میں آپ سے وصیت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: علیك بتقویٰ اللہ وطاعتہ ولا تخف احدا التوحید واجماع الکل علی التوحید

آپ کے ایک اور صاحبزادے عبدالرزاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرض وفات میں آپ کئی بار اپنا ہاتھ بڑھا کر وعلیک السلام فرماتے اور کہتے توبہ کرو اور ان کی صف میں شریک ہو جاؤ میں تمہاری طرف آ رہا ہوں (وغیرہ) انہی باتوں میں آپ پر موت کی غنودگی طاری ہوگئی اور پھر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اپنی جان جاں آفرین کے حوالے کر دی۔

آپ کے ایک اور فرزند حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ نے بڑی صحت کے ساتھ 'اللہ اللہ اللہ' تین بار فرمایا اس کے بعد آپ کی روح اقدس قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

چنانچہ آپ کو رات کے وقت آخری اور ابدی خوابگاہ میں پہنچایا گیا۔ نمازِ جنازہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے پڑھائی۔ باب الازج کے مدرسہ میں آپ مدفون ہوئے۔ نمازِ جنازہ میں آپ کی اولاد، مریدین، محبین اور تلامذہ کے علاوہ ہزاروں فرزندانِ توحید شامل تھے یوں آسمان علم و معرفت کا یہ چمکتا دمکتا سورج ہمیشہ کیلئے دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

مزار پُر انوار

حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پر انوار بغداد (عراق) میں ہے یہ وہی مقدس و مطہر جگہ ہے اور وہی محترم و محتشم مقام ہے جہاں آپ نے سالوں درس دیا وعظ و نصیحت کی مبارک محفلیں سجائیں ارشاد و تلقین کی مسعود مجلسیں برپا کیں اور تشنگان علم و معرفت کے قلوب و اذہان کو سیراب فرمایا۔ مزار پر انوار آج بھی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے اور بلاشبہ آج بھی آپ کا روحانی فیض جاری و ساری ہے اور جب تک یہ کائنات باقی ہے آپ کا فیض بھی باقی رہے گا۔

یہ 'دربارِ غوثیہ' کے نام سے موسوم چلا آ رہا ہے اور مزار پر انوار پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کا یہ بلند پایہ اور

یادگار قطعہ تحریر ہے

بادشاہ ہر دو عالم عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

سوال-111..............................

جواب......وہاں پاکستانی سجادگی والا سسٹم نہیں کہ بڑا صاحبزادہ سجادہ نشین ہوگا وہ اہل ہو یا نہ ہو۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ میں ہر صاحبزادہ اپنی جگہ پر سجادہ نشین ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد پاکستان میں تشریف لاتے ہیں یا کہیں اقامت پذیر ہوتے ہیں تو درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین کہلاتے ہیں۔

پاکستان میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد کے علاوہ بیشمار درگاہیں آپ کے فیضان کرم کی زمین ہیں اور مشہور ہیں۔ فقیر سب کو لکھے تو طوالت ہوگی۔ بعض کے اسماء گرامی لکھے تو دوسرے حضرات بارِ خاطر ہوں گے۔ فقیر تمام کا نیاز مند ہے۔

﴿ الحمدللہ یہ مجموعہ دو تین دن میں مکمل ہوا۔ ﴾

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۳ صفر ۱۴۲۱ھ بروز جمعرات ۱۲ بجے دن